

# مُشْعَلَةٌ عُشَاقِ حَقٍّ

شیخ الحدیث عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ عبدالمتین بن حسین صاحب رکنم

خلیفہ اجل

شیخ العرب عارف باللہ مجدد زمانہ  
والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد سید خضر صاحب

سلسلہ مواعظ دعوت دین حق ۵

## ضروری تفصیل

نام و عظ:	مشغله عشاقِ حق
نام واعظ:	شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا
شہادتیں:	شاہ عبدالستین بن حسین صاحب دامت برکاتہم، ڈھاکہ
تاریخ و عظ:	۶ / ذیقعده ۱۴۳۲ھ مطابق ۷ مئی ۲۰۲۳ء
بروز ہفتہ بعد عشاء	
مقام:	مسجد اختر، گلستان جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
موضوع:	صحبت اہل اللہ، شقاوتوں کو سعادت سے بد لئے والا عمل،
	اہل اللہ کی اللہ تعالیٰ کے بیہاں قدر و منزلت
مرتب:	یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم
اشاعت اول:	رجب المربوب ۱۴۳۲ھ مطابق جنوری ۲۰۲۳ء
ناشر:	ادارہ تالیفات اختریہ
	بی۔ ۳۸، منڈہ بلوچ ہاؤ سنگ سوسائٹی گلستان جوہر، بلاک نمبر ۱۲ کراچی



## فہرست

### صفونمبر

### عنوانات

۵.....	فجور اور تقویٰ دونوں کا مادہ انسان میں موجود ہے.....
۷.....	معمولی نیک عمل کی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت قدر دانی ہے.....
۹.....	راہ ولایتِ حق سچائے کچھ دشوار نہیں ہے.....
۱۰.....	راہ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے معیتِ اہل اللہ کی اہمیت.....
۱۲.....	عاشق میں تکبر نہیں ہوتا.....
۱۳.....	نسبتِ مع اللہ کے نقج سے پھل تک کے مراحل کی عجیب مثال.....
۱۴.....	شقاوتوں کو سعادت سے بدلنے والا آسان عمل.....
۱۵.....	جبکہ مراد آبادی کی تھانہ بھون حاضری اور حکیم الامت <sup>ؑ</sup> کی شفقت.....
۱۷.....	خاد میں دین کو دنیاداروں سے مستغنى رہنے کی نصیحت.....
۱۸.....	محبتِ الہی اور دینِ حق پر مشتمل اشعار پر اعتراض کرنے والے بخبر لوگ ہیں.....
۲۰.....	جبکہ صاحب کی دعاوں پر حضرت حکیم الامت <sup>ؑ</sup> کا آمین کہنا.....
۲۲.....	اور اس کے عظیم ثمرات و برکات.....
۲۵.....	اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے.....
۲۷.....	اہل اللہ کی زبان سے نکلے الفاظ کی بھی اللہ تعالیٰ لاج رکھتے ہیں.....
۲۹.....	بیعت ہونے کے بعد جبکہ مراد آبادی کی زندگی میں عجیب تبدیلی.....
۳۰.....	مؤمنین کا ملین کے لئے غلبہ کی قرآنی بشارت.....
۳۳.....	ولی اللہ بنے کا مختصر مگر عظیم الشان کامیاب نسخہ.....
۳۴.....	حاصلِ تصوف یعنی تعلقِ مع اللہ کا، اللہ تعالیٰ کو پاجانے کا آسان راستہ.....
	بے ضرورت گفتگو اور زیادہ میل جوں نہایت مضر ہے.....

۳۵.....	کچھ نوافل بھی پڑھنے کی محبت آمیز نصیحت
۳۶.....	آسان تہجد اور آسان اوابین
۳۷.....	اوابین کا ثواب
۳۸.....	نفلی عبادات سے عظیم الشان قرب نصیب ہوتا ہے۔
۳۹.....	دل، جسم، لباس اور گھر کی نظافت کا اہتمام بھی رکھیں



## ارشاد شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالمتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

”میرے دوستو! ہمیں اس دنیا میں اس طرح سے جینا ہے کہ بس اللہ کا بن کے جینا ہے، اللہ کا دیوانہ بن کے، اللہ کا مطیع و فرمانبردار بن کے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت اور تعلق کے ساتھ جینا ہے، اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اعظم کے انوار سے معمور ہو کر جینا ہے۔  
اللہ تعالیٰ کی رضائے کامل کے انوار و تجلیات سے آراستہ ہو کر جینا ہے۔  
خدا کی قسم! ایسا ہی ایک انسان کی زندگی ہونی چاہئے کہ اس کے سینہ میں اللہ کی محبت ہو، اللہ کی پیاس اور ایک بے چینی و بے قراری ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ ہو، اطاعت کا نشہ ہو اور یادِ الہی کا نشہ ہو۔“

۶۔ روز یقudedہ ۲۳ میاہ مطابق ۲۷ مریٰ ۱۴۰۲ھ

بروز ہفتہ بعد عشاء بمقام مسجد اختر کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## مشغله عشاق حق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَلْمٰ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اَمَّا بَعْدُ  
فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○  
يَا اَيُّهَا الَّذِينَ امْنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّدِيقِيْنَ ○  
(سورة التوبة: آية ۱۱۹)

اللّٰه تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے، اپنا بنالے، اولیاء صدقین کا ملین میں  
اپنے کرم سے شامل فرمالے، ہم سب کو، ہمارے گھروالوں کو، ہمارے تمام بچوں کو،  
ذریات کو، خاندان والوں کو، تمام احباب و محبین عالم کو، ان کے گھروالوں اور ان کی  
ذریات کو عافیت دارین عطا فرمادے اور فلاح دارین عنایت فرمادے۔

میرے دوستو! ہمیں اس دنیا میں اس طرح سے جینا ہے کہ بس اللّٰہ کا بن کے  
جینا ہے، اللّٰہ کا دیوانہ بن کے، اللّٰہ کا مطبع و فرماں بردار بن کے، اللّٰہ تعالیٰ کی ذات سے  
محبت اور تعلق کے ساتھ جینا ہے، اللّٰہ تعالیٰ کو خوش کر کے جینا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کے قرب اعظم  
کے انوار سے معمور ہو کر جینا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی رضاۓ کامل کے انوار و تجلیات سے  
آراستہ ہو کر جینا ہے۔ خدا کی قسم! ایسا ہی ایک انسان کی زندگی ہونی چاہئے کہ اس کے  
سینہ میں اللّٰہ کی محبت ہو، اللّٰہ کی بیاس اور ایک بے چینی و بے قراری ہو، اللّٰہ تعالیٰ کی محبت کا  
نشہ ہو، اطاعت کا نشہ ہو اور یادِ الٰہی کا نشہ ہو۔

تری یاد ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے  
فحور اور تقویٰ دونوں کا ماڈہ انسان میں موجود ہے

میرے دوستو! ہمیں انسان بن کے جینا ہے۔ صاف سترہ اہو کے رشکِ ملائک  
ہو کے جینے کو اللّٰہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ تم زمین پر رہو لیکن اس طرح سے زندگی گزارو

## کتم رشکِ ملائک بن جاوے

از ملائک بہرہ داری و ز بہائم نیز ہم

بگذر از حظ بہائم کز ملائک بگذری

تم فرشتوں کے خصال پر چلنے کا ملکہ بھی رکھتے ہو، یہ قدرت بھی تمہیں حاصل ہے اور بہائم جیسی زندگی گذارنے پر بھی تم قادر ہو، دونوں چیزیں تمہارے اندر موجود ہیں کہ فَالْهُمَّ هَا فُجُورَهَا وَتَقْوِهَا (سورہ آشٰس: آیت ۸) خیر اور شر دونوں کی طرف میلان اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفوس کے اندر رکھا ہے، کیوں رکھا ہے؟ امتحان کے لئے کہ دیکھیں! یہ ہمارے بنتے ہیں یا غیروں کے بنتے ہیں؟ ہماری سنتے ہیں یا شیطان کی سنتے ہیں؟ ہم سے محبت کرتے ہیں یا غیروں سے محبت کرتے ہیں؟ ہم سے قریب رہنا پسند کرتے ہیں یا ہم سے دور دور رہنا پسند کرتے ہیں؟ میرے دوستو! خدا کی قسم! ایمان کے ذریعے سے بندہ اللہ سے قریب آ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اور اللہ تعالیٰ کے اشارات پر جب وہ زندگی بناتا ہے تو اس کے قرب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، ترقی ہوتی رہتی ہے۔

ایک تو یہ بات ہے کہ جب ایمان لے آیا، اب یہ کافرنہیں ہے، مشرک نہیں ہے، مرے گا تو کسی نہ کسی دن جنت میں ضرور چلا جائے گا، یہ ایک زندگی ہے۔ لیکن اگر ایمان کے ساتھ یہ پانچوں وقت کی نماز کا بھی اہتمام کرتا ہے، نگاہوں کی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے، زبان اور قلب و قالب کی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے، اور اس کو ایک لگن ہے، ہمیشہ ایک فکر ہے، اس کے اندر ایک پیاس ہے کہ میر اللہ مجھ سے خوش رہے، لمحہ بھر کے لئے میرا مالک مجھ سے ناراض نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر اس کے ساتھ ہے تو خدا کی قسم! تمام دنیا کی باادشاہت سے بڑھ کر اس کو دولت حاصل ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ! اللہ یہ دولت ہم سب کو عطا فرمادے۔

میرے شیخ عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے جب میں سرشار ہو جاتا ہوں تو ساری سلطنتیں بھول جاتا ہوں، اللہ کے نام کے سامنے سلطنت کیا چیز ہے! اللہ تعالیٰ ایسی پیاس اور ایسا نشہ ہم سب کو

عطافر مادے۔ اور میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ایسا نہیں کہ مشکل کام ہے، آدمی جب کوئی کام شروع کر دیتا ہے تو اس کی ایک دھن اس پر سوار ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ کام اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزید اڑ ہو جاتا ہے، ایک لگن اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے بغیر جینا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

میرے دوستو! ایک تو یہ ہے کہ کسی کو جانوروں کی سی زندگی بنانے کا نشہ ہو، اور ایک یہ کہ کسی کو اس طرح زندگی بنانے کا نشہ ہو کہ نور سے بنائے گئے جو فرشتے ہیں، ان کو بھی رشک آئے کہ یہ تو مٹی سے بننا ہوا انسان ہے اور اس کی زندگی ایسی ہے کہ جس پر ہر وقت آسمان سے نور بر سر رہا ہے، ہمیشہ حمتیں بر سر ہی ہیں، عرشِ اعظم جس کی طرف متوجہ ہے، ایسی زندگی کے لئے ہم سب کو دعا مانگنی چاہئے، بار بار اللہ تعالیٰ سے منتیں کرنا، بار بار اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور رونا اور اندر ہی اندر گچھلتے رہنا، یہی مشغله ہمارا دن و رات ہونا چاہئے۔

ساتھ ہی یہ کہ اگر چہ زبانِ مشغولِ ذکر یا مشغولِ دعائیں بھی ہے تب بھی دل توالہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ چپکا رہے، دل میں اللہ تعالیٰ سے باتیں ہوتی ہیں اور دل اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں مشغول رہے، زبان بھی سائل ہو لیکن قلب تو سائلِ دوام ہو، قلب ہمیشہ مشغولِ سوال رہے، ہمیشہ مشغولِ محبت رہے، ہمیشہ مشغولِ یادِ محبوب پاک رہے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ زبان تو مستغفرہ ہو، استغفار زبان سے بھی کرے اور روح سے بھی استغفار جاری رکھے کہ زبان اگر مشغولِ استغفار نہ بھی ہو لیکن قلب و روح تو مشغولِ استغفار رہے، دل میں ہمیشہ ایک ندامت ہو کہ اس محبوب پاک کا کوئی حق ہم سے ادا نہیں ہوا۔ پھر یہ کہ صرف اسی میں مشغول نہ رہے بلکہ کچھ کرنے کی بھی دھن ہو کہ بھی کچھ عمل بھی تو کرنا چاہئے۔

### معمولی نیک عمل کی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت قدر دانی ہے

میرے دوستو! خدا کی قسم! خدائے پاک جل جلالہ و عم نوالہ کے نظامِ کرم کی یہ شان ہے کہ بندہ کچھ بھی نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی تقدیر دانی ہوتی ہے۔

دیکھیں! کسی کے ملازمین کیسا کچھ محنت مشقت کا کام کرتے ہیں، پھر مہینے کے آخر میں ان کو چند روپے تنخواہ میں مل جاتے ہیں لیکن باپ کے جواب پے چھوٹے بچے ہوتے ہیں، انہوں نے اگر تھوڑا سا بھی کام کیا تو باپ کا دل چاہتا ہے کہ سلطنت ان کو دے دوں۔ میرے دوستو! خدائے تعالیٰ جل شنانہ کے رحم و کرم کی ایسی شان ہے کہ بندہ تھوڑا سا بھی عمل کرتا ہے تو ان کے کرم میں اتنا جوش آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک سلطنت اس کو دنیا ہی میں عطا فرمادیتے ہیں، اور جب بندہ اللہ کو خوش کر کے دنیا سے جنت میں جائے گا سجان اللہ! تو وہاں تو سلطنت ہی سلطنت ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا کہ جنت کیا ہے بھئی! بس چھوٹی سی ایک خدائی ہے کہ جو دل میں آئے وہی مل جائے، جوز بان پر آئے وہی مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ دنیا کی زندگی میں تم ہمیں خوش کر دینا، ہمیں خوش کر کے ہمارے پاس آنا، دنیا میں ہماری مرضی پر چل کر دکھا تو جنت میں ہم تمہاری مرضی پر چل کر دکھا نہیں گے، ابھی تم ہمیں خوش کر دو تو ہم تمہیں خوش کر کے دکھا نہیں گے، ابھی چند دن ہم کو خوش کرو، ہمیشہ ہم تم سے خوش رہیں گے اور تمہیں خوش رکھیں گے۔ سجان اللہ تعالیٰ و محمد! جنت کی زندگی ایسی زندگی ہے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ہمیں معرفت عطا فرمادے، دنیا میں معرفتِ الٰہی کی نگاہوں کے ساتھ جینا کہ زمین و آسمان میں ان کے نشانات کو دیکھیں، ان کے انوار کو دیکھیں، ان کی تخلیات کو دیکھیں، ان کے جمال کو دیکھیں اور ان کے جلال کو دیکھیں، حضرت اصغر گونڈوی عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں۔

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسمان

تو نے جہاں بدل دیا آکے مری نگاہ میں

خدا کی قسم! اللہ جب کسی کے دل میں آتا ہے تو پھر اس کا آسمان بدل جاتا ہے، زمین بدل جاتی ہے، اس کی رفتار بدل جاتی ہے، گفتار بدل جاتی ہے، اور اس کے سب احوال بدل جاتے ہیں، اس کا رنگ ڈھنگ سب کچھ بدل جاتا ہے، صبغۃ اللہ میں ڈوبنے کی جب کسی کو توفیق ہوتی ہے تو اس کا رنگ ہی بالکل الگ ہوتا ہے۔ پھر جانوروں کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، ابو لہب کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، فرعونیت کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، لس دیوانوں کا رنگ اس پر

ہوتا ہے مِلَّةٌ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۳۵) کہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کا بن جانا اور اللہ کے لئے ہر وقت دیوانہ رہنا، ان کو خوش کرنے کے لئے بے چین و بے قرار رہنا، اور زندگی کے ہر لمحہ پر ہر صفحہ پر اس کا ثبوت پیش کرنا کہ ہم ان کے ہیں اور کسی کے نہیں ہیں، اس کو کہتے ہیں مِلَّةٌ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۝ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

کون مسلمان ایسا ہوگا جو یہ کہے گا کہ ہم اللہ کا ولی نہیں بننا چاہتے، نعوذ بالله تعالیٰ من ذلک! ایسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ ولی کی دو ہی اقسام ہوتی ہیں، ایک تو ولی اللہ یعنی اللہ کا ولی، اور ایک ہے ولی الشیطان، شیطان کا ولی۔ کیا کوئی مسلمان ایسا ہو سکتا ہے؟ کوئی سخت ترین گھنہ کار بھی نہیں کہہ سکتا کہ بھی! ہم شیطان کے دوست بننا چاہتے ہیں اگرچہ وہ اس وقت کار شیطانی میں مشغول بھی ہو، لیکن یہ ہر گز نہ کہے گا نہ یہ چاہے گا کہ ہم شیطان کے ولی بنیں، شیطان کے دوست رہیں، یہ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ وہ یہی کہے گا کہ اگرچہ ہم مرتکب جرائم ہیں، لیکن جی میں تو یہی ہے کہ بھی! ہم دوست اللہ ہی کے نہیں۔

### راہِ ولایتِ حق سجاہت کچھ دشوار نہیں ہے

میرے دوستو! جب اللہ کا دوست بننا چاہتے ہیں تو اللہ کا دوست بننے کے لئے راستہ آسان ہے۔ وہ کیا ہے؟ ایک تو یہ کہ اللہ کے کسی دوست سے تعلق پیدا کر لینا، اللہ کے دوستوں سے جب تعلق ہو جاتا ہے تو اللہ کے ساتھ دوستی آسان ہو جاتی ہے، دوستی کے طریقے آسان ہو جاتے ہیں بلکہ دوستی کے راستے کے کام آسان ہی نہیں ہوتے، لذیذ بھی ہو جاتے ہیں، شیریں ہو جاتے ہیں، زبردست مزیدار ہو جاتے ہیں۔

امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ بڑے عالم تھے، بڑے محدث تھے، بڑے فقیہ تھے، سب کچھ تھے لیکن اب تک بزرگوں کے پاس آنا جانا شروع نہیں کیا تھا، البتہ حاجی امداد اللہ مہما جرکی نعمۃ اللہ کو جانتے تھے، ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے تھے کہ حاجی صاحب بڑے بزرگ ہیں، بہت بڑے عارف ہیں۔ عادۃ اللہ یوں ہی

جاری ہے کہ جب کسی کو اللہ کی طرف پرواز کرنے کے لئے آسمان سے فیصلہ ہو جاتا ہے تو جو پہلے سے اڑنے والے ہیں ان کے پاس جانے کی اسے بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ اصل میں جسم میں جروح ہے وہ چاہتی ہے کہ ہم اڑ کر عرشِ اعظم کی طرف جائیں اور جسم نے اب تک اس کا کام ہی شروع نہیں کیا تو روح کے اندر ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے، وہ بے چینی کسی طرح دلتی نہیں ہے، پھر وہ بندہ بے چین ہو کر بے قرار ہو کر کسی دیوانے کے پاس جاتا ہے تو اس طرح پھر اڑنے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں، اڑنے کے طریقے وہ سیکھ جاتا ہے، اور وہ سب نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں، وہ قوت، وہ بازوں کو عطا ہو جاتے ہیں جس کے ذریعہ عرشِ اعظم کی طرف اُس کو اڑنے کی توفیق ہو جاتی ہے۔

دیکھئے! تذكرة الرشید جو سوانح حیات ہے حضرت گنگوہی حَمْزَةُ اللَّهِ کی، اس میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ بیعت ہونے کے وقت حضرت گنگوہی حَمْزَةُ اللَّهِ نے حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ مجھ سے تہجد کے لئے نہ اٹھا جائے گا (یعنی تہجد نہ پڑھنے کی شرط پر بیعت ہوئے)۔ حضرت حاجی صاحب <sup>ؒ</sup> نے فرمایا کہ کیا مضاائقہ ہے؟ لیکن جب رات کو سونے کا وقت ہوا تو حضرت حاجی صاحب <sup>ؒ</sup> نے مولانا گنگوہی حَمْزَةُ اللَّهِ کی چار پائی اپنی چار پائی کے قریب بچھوائی، آخر شب میں حضرت حاجی صاحب <sup>ؒ</sup> تہجد کے لئے حسب معمول جب اٹھے تو حضرت گنگوہی حَمْزَةُ اللَّهِ کی بھی آنکھ کھل گئی مگر چونکہ بیعت کے وقت تہجد نہ پڑھنے کی شرط ہو چکی تھی اس لئے نہ اٹھے۔ کروٹ بدل کر دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر نیند ہے کہ آتی ہی نہیں۔ آخر اٹھے، وضو کیا اور مسجد میں آ کر تہجد پڑھنی شروع کر دی، پھر تو اتنا قرب ملا کہ زندگی بھر تہجد کے پابند رہے۔ اللہ اللہ کیا تاثیر ہے صحبتِ اہل اللہ کی، دعائے اہل اللہ کی، نگاہِ اہل اللہ کی!

**راہِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے معیتِ اہل اللہ کی اہمیت**  
 مولانا جلال الدین رومی حَمْزَةُ اللَّهِ فرماتے ہیں کہ خود سے اڑنے کی کوشش نہ کرنا،  
 کسی اللہ والے کے بازو سے اپنے کو باندھ لتو ان کے بازوئے روح کے ساتھ، ان کے

بازوئے زندگی کے ساتھ، بازوئے توجہات و بازوئے محبت کے ساتھ جب اپنے آپ کو  
باندھ لو گے تو وہ بہساں تک اڑیں گے آپ بھی وہاں تک اڑ کر پہنچ جاؤ گے، اللہ تک،  
عرش تک اور رب العرش تک آپ بھی پہنچ جاؤ گے۔ سبحان اللہ تعالیٰ و بحمدہ!

ہیں مپر الٰ کہ با پر ہائے شیخ  
تابہ بین کر و فر ہائے شیخ

واہ رے واہ! مولانا جلال الدین رومیؒ کا کلام تو دیکھو میرے دوستو! فرماتے ہیں خبردار!  
خود بخود اپنے طور پر مت اڑنا، اپنے طریقے سے، اپنی قوت سے، اپنے بازوں سے اڑنے کی  
کوشش مت کرنا، کسی شیخ کامل، کسی عارفِ کامل، کسی ولی کامل کے بازوؤں کے ساتھ  
اپنے آپ کو باندھو، پھر اڑو، تم ان کی برکات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلو گے۔ اللہ والوں  
کی کیاشان ہے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہی تو بتا رہے ہیں کہ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ  
کُوْنُوْمَعَ الصَّدِيقِيْنَ کے ساتھ، اللہ سے تو ڈر لیکن اللہ والوں کے ساتھ تعلق بھی تو ہو۔  
اہل اللہ کے ساتھ تعلق رکھ کر جو اللہ کی تلاش ہوگی، اللہ کی جو جستجو ہوگی وہ طریقہ حق ہوگا، وہ  
اغلام کا طریقہ ہوگا اور بالکل صحیح طریقہ ہوگا۔ اگر خود سے اللہ کو ڈھونڈتے رہے لیکن اللہ والوں  
سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کی اور ان سے وہ طریقہ نہیں سیکھا کہ کس طرح سے  
اللہ کے راستے پر چلنا ہے تو پھر ایسے شخص کے بھلکنے کا اندیشہ ہے میرے دوستو!

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ

اے اسی راں نفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ابلیس عالم تھا،  
عبد تھا، عارف تھا، لیکن عاشق نہ تھا لہذا بھٹک گیا اور مردود ہو گیا، بات سمجھ میں آتی ہے  
میرے دوستو! حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا یہ ملفوظ بہت ہی عبرت آموز ہے،  
اس میں بہت زیادہ درسِ عبرت ہے، بہت ہی مہتمم بالشان ملفوظ ہے کہ علم ہو لیکن اس پر  
ہرگز گھمنڈنہ ہو، اسی طرح اعمال ہوں، عبادات کے ڈھیر بھی ہوں لیکن اس پر ہرگز گھمنڈنہ ہو۔

کسی کو معرفت حاصل ہو گئی، عارف ہے لیکن اس کے اندر گھمنڈنہ ہونا چاہئے کیونکہ کسی بھی بات پر سو اخذہ ہو سکتا ہے، پیغام سلکتا ہے، اور وہاں قول بھی ہے کہ نہیں؟ پھر یہ کہ کیا پتا کہ خاتمہ بالخیر ہو کہ نہ ہو، اس لئے عمل کے ساتھ ساتھ قبولیت کے لئے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے۔ خوب سمجھ لجئے کہ نہ مایوس ہو جانا، نہ بے باک و بخوف ہو جانا۔

### عاشق میں تکبر نہیں ہوتا

حضرت حکیم الامت تھانوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کے اس فرمان کے ابلیس عاشق نہ تھا، اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اگر عاشق ہوتا تو اُسی حماقت نہ کرتا، ایسی جہالت اس سے صادر نہ ہوتی۔ عاشق کا کام اپنے محبوب پر فدا ہو جانا ہے، محبوب کی چاہت پر، ان کی رضا پر، ان کی نگاہ پر، ان کی پسند پر فدا ہو جانا، یہی دیوانے کا کام ہے، عاشق کا یہی کام ہے، اس فدا ہونے میں عاشق کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

### عشق کی مشکل نے ہر مشکل کو آسان کر دیا

عشق ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے میرے دوستو! جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو اپنے آپ کو وہ شاہ صاحب نہیں سمجھ سکتا، سب سے حریر اپنے آپ کو سمجھتا ہے، عشق اس کو اتنا فنا کر دیتا ہے، ایک ذوق اس کو مٹنے کا عطا ہوتا ہے۔

تو ہم یہ چاہتے ہیں یا نہیں کہ ہم اللہ کے ولی بن جائیں، اللہ کا ولی بننا ضروری ہے کہ نہیں؟ اس کے لئے میرے دوستو! یہی طریقہ ہے کہ جو اللہ کا دوست ہو اس کے ساتھ دوستی پیدا کر لے، دوست کے ساتھ دوستی پیدا کر لے، پھر اس کے ساتھ راہ و رسم جاری رکھے، آنا جانا رکھے، خدا کی قسم! کسی عارف کے پاس کسی ولی کے پاس آنا جانا بالکل ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے پاس آنا جانا۔ مولانا رومی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا۔

دیدن او دیدن اللہ بود

کسی ولی اللہ کو دیکھنا گویا کہ اللہ کو دیکھنا ہے یعنی اس کے لئے اللہ کا دیدار متعین ہے، جس نے کسی ولی کو دیکھا تو گویا وہ اللہ کو پایا گیا۔

## نسبت مع اللہ کے نجح سے پھل تک کے مراحل کی عجیب مثال

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ کسی ولی کامل سے اگر کوئی بیعت ہو جاتا ہے تو ایک نسبتِ محملہ اس کو حاصل ہو جاتی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ولی اللہ بننے کا نجح اس کی روح میں لگ گیا ہے اور نجح ہی سے پودے پیدا ہوتے ہیں، جب نجح لگ جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ ساری چیزیں بن جاتی ہیں، درخت بھی بن گیا، شاخیں بھی بن گئیں، پتے بھی آگئے، پھول بھی آگئے اور پھر پھل بھی لگ گئے، چند دنوں میں ان سب کا ظہور ہو جاتا ہے۔ تو حضرت حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ ہی فرماتے ہیں کہ کسی شیخ کامل سے، کسی ولی کامل سے اگر کسی نے تعلق کر لیا تو اس کے روح و قلب میں اللہ کی محبت کا نجح لگ گیا، ایک دن اس کا پھل بھی مل جائے گا۔

یونہی گر آپ آتے جاتے رہیں گے محبت کا پھل اپنا پاتے رہیں گے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الآبادی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کے پاس، خدا کے عشاق کے پاس اگر کسی کا آنا جانا ہے تو اللہ کی طرف اس کا اڑنا متعین ہے، ایک دن یقیناً اُڑ کروہ اللہ تک پنج جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ! اپنے دل میں اللہ کو وہ ضرور پا جائے گا۔ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ کسی کے قلب میں جب اللہ آتا ہے تو اس کو پتا بھی چل جاتا ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جس کے قلب میں اللہ آتا ہے تو دوسرے لوگوں کو اسے دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ ظالم کچھ پا گیا ہے۔

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! نجحِ اکبر اللہ آبادی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں، اے اللہ! یہ عجیب معاملہ ہے کہ۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نعمتیں عطا فرمادے، اس کے بغیر زندگی کیا زندگی ہے میرے دوستو! ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے حضرت خواجہ مجنوب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ سے

فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ دل میں آجائے ہیں تو اُس بندے کو پتا بھی چل جاتا ہے، جیسے بخار جب آتا ہے تو تمام اعضاء و جوارح کو پتا چل جاتا ہے کہ بخار آگیا ہے، بخار جسم میں ایسا سرایت کرتا ہے کہ ہر جگہ چھا جاتا ہے، اسی طرح جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت چھا جاتی ہے، نسبت مع اللہ کے انوار کا طوفان جس پر چھا جاتا ہے، طوفان اس کو گھیر لیتا ہے تو اس کی شان یہ ہو جاتی ہے۔

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی ہر بُنِ مُوسے مرے اس نے پکارا مجھ کو اس کے تمام اعضاء و جوارح ہر وقت اللہ کے لئے جاگتے رہتے ہیں، آنکھیں ان کے لئے جاگتی رہتی ہیں، کان اور زبان، ہاتھ و پیر ہر وقت محبوب پاک کے لئے اور محبوب پاک کے ساتھ جاگتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ یہ معیتِ خاصہ ہم سب کو عطا فرمادے۔

### شقاوت کو سعادت سے بد لنے والا آسان عمل

تو حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہ نے جو یہ فرمایا کہ کسی ولی کامل سے اگر کسی نے تعلق کر لیا تو اس کے دل میں اللہ کی محبت کافی لگ گیا، ایک دن اس کا پھل بھی پاجائے گا، اس پر شاعر جگر مراد آبادی کا واقعہ بیعت سنئے! جگر مراد آبادی پہلے بہت بڑے حال میں زندگی گزار رہے تھے، پھر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو آکیشْفی مِلِهُ جَلِیسْهُمْ کا ظہور ہو گیا، شقاوت سعادت سے تبدیل ہو گئی۔ شقاوت کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ کافر ہونا یہ بھی شقاوت ہے، دوسرے یہ کہ کافر تو نہیں ہے، مؤمن ہے لیکن گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، معصیت کی عادت رہنا یہ بھی شقاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں قسم سے ہمیں نجات عطا فرمادے۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی اور دعا سکھائی:

((اللّٰهُمَّ ارْكَمْنِي بِتَرْكِ الْمُعَاصِي وَلَا تُشْقِنِي بِمَعْصِيَتِكَ))

(جامع الترمذی: (ابن ایم سعید): ابواب الدعوات؛ ج ۲ ص ۱۹۷)

اے اللہ! گناہوں کو چھوڑنے کے ذریعہ سے ہم پر دونوں جہان کی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اور آپ کی نافرمانی کے راستہ سے ہمیں شقی اور بد بخت نہ ہونے دیجئے۔

معلوم ہوا گناہوں سے بھی شقاوت پیدا ہو جاتی ہے، یہ بھی شقی کی ایک قسم ہے۔ اور ایک شقی وہ ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَنْ هُمْ شَقِيقٌ وَّ سَعِينِي﴾ (سورۃ ہود: آیۃ ۱۰۵) میرے بندوں میں دو قسمیں ہیں، ایک سعید ہے اور ایک شقی ہے، اسی میں آگے چل کر فرمایا کہ ﴿أَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَأَنَّهُمْ شَقِيقٌ وَّ سَعِينِي﴾ ہیں، بدجنت ہیں وہ سب جہنمی ہیں، یہاں شقی سے مراد کفار و مشرکین ہیں، اور ﴿أَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَأَنَّهُمْ لَكَبِيرٌ﴾ جتنے سعادتمند ہیں سب جنت میں جائیں گے۔

سعادت مندی کیا ہے کہ سینے میں ایمان ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ پیشانی کو سجدے کی توفیق ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ قلب کو اللہ کی یاد اور اللہ کی محبت و خشیت حاصل ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے پر جانے کی اس کوہمت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سعادت مند بنادے، ایسے سعادت مندوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے جو مکمل سعادت مند ہیں کہ کامل درجہ کے ایمان والے ہیں اور بالکل ہی مقریبین بارگاہ حق ہیں، یعنی ان کو صرف قربِ ایمان ہی حاصل نہیں بلکہ قربِ تقویٰ بھی حاصل ہے، قربِ ذکرِ اللہ بھی حاصل ہے، قربِ خشیت بھی حاصل ہے اور قربِ دوامِ طاعت بھی ان کو حاصل ہے، یہ حضرات مقریبین ہیں میرے دوستو!

**جگر مراد آبادی کی تھانہ بھون حاضری اور حکیم الامت کی شفقت**  
تو جگر مراد آبادی کے دل میں اللہ کی محبت کا نتیجہ کیسے لگا؟ وہ تو کسی زمانے میں اتنے شرابی تھے کہ بس شراب ہی سے انہیں لگا تو تھا لیکن حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا دل میں اشتیاق پیدا ہوا۔

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں  
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں  
تڑپتے تڑپتے ایک دن خانقاہ تھانہ بھون پہنچ گئے، جب حکیم الامت سے ملاقات ہو گئی تو

حضرت حکیم الامت کے قلب میں بہت ہی رحم کا جوش آیا۔ اس پر ایک بات عرض کرتا ہوں، ہمارے اکابر دین فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام ﷺ جو ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مزاج شناس ہوتے ہیں اور ساتھ ہی وہ اُمت کے مکمل مزاج شناس ہوتے ہیں، اسی طرح وہ عارفین کا ملین، اولیاء کا ملین جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کا کام لیتے ہیں وہ بھی اُمت کے بڑے ہی مزاج شناس ہوتے ہیں، ان کی نفسیات شناس ہوتے ہیں، کس کا کیا مزاج ہے کس کا کیا انداز ہے، طریقِ التّرَبیۃ بِعَدَدِ أَنفُسِ اخْلَاقٍ جتنے بندے ہیں اتنے ہی طریق تربیت ہیں۔ کسی سے غلطی ہو گئی تو اس کو محبت سے پیار سے سمجھانا، جبکہ وہی غلطی کسی دوسرے سے صادر ہو گئی تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آرہے ہیں۔ ایک ہی معاملہ ہے لیکن طرق تربیت الگ الگ ہیں، ان کے دل میں من جانب اللہ القاء ہوتا ہے کہ ہمارے بندوں کو اس طرح سے ہماری محبت سکھاؤ، اُس کو ڈانٹ دو تو وہ ادھر آ جائے گا اور دوسرے کو پیار کرو تو ہماری طرف آ جائے گا۔ اولیاء کا ملین مُلِّیم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے قلب میں طریقہ تربیت کا بھی الہام ہوتا رہتا ہے، جس کو حدیث پاک میں فرمایا:

((مَنْ يُرِيدُ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يُنْفَقُهُ فِي الدِّينِ وَيُلِيهِمْ رُشْدًا))

(المعجم الكبير للطبراني: مكتبة ابن تيمية، القاهرة، جزء ۱۹، رقم ۳۰۳؛ رقم ۷۸۶)

اللہ کی طرف سے ہمیشہ یہ الہام ہوتا رہتا ہے کہ زندگی کے سارے مراحل پر کیسے چلنا ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت ثانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ الہام کی ایک قسم الہام علمی ہے، یہ اولیاء اللہ کے لئے لازم ہے، بغیر اس کے ان کا قدم اٹھنا مشکل ہے۔

قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

مری طلب بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے

تو ویلیہم رُشْدَة اللہ کی طرف جو یہ چلتے ہیں تو ادھر سے دم بدمنیات ہوتی رہتی ہیں،

اللہ تعالیٰ کے احسانات اور ارشادات اور رہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

توجب جگر مزاد آبادی حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے پاس تھانے بھون پہنچو حضرت کے قلب میں رحم کا بہت جوش آیا کہ ایک گئہ گاربندہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کے راستے کھولنا چاہتے ہیں، نامہ ہو کر کس طرح یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اور میرے دستو! جب کسی کے اندر صدق طلب پیدا ہو جاتی ہے تو صدق طلب پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی ایک روشنی اور تابانی اس کے چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہے، اس کے اندر ایک تواضع کی کیفیت طاری ہو کر ظاہر ہو جاتی ہے، اور اہل اللہ کے قلب کو اس کا احساس ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ کے لئے پیاسا بن کے آیا ہے، اس پر ان کو رحم آتا ہے چاہے وہ کتنا ہی شرابی ہو کیا بی ہو اور کس قدر گندی زندگی کا حامل ہو، اس طرف ان کی نظر نہیں ہوتی، اہل اللہ کو اس طرف نظر ہوتی ہے کہ اللہ اللہ! یہ سینے میں اللہ کے لئے طلب و پیاس لے کے آیا ہے۔ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ فرماتے تھے کہ اللہ کے لئے جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان کے قدموں کی زیارت کو امداد اللہ اپنی نجات آخرت کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اللہ اکبر!

### خاد میں دین کو دنیا داروں سے مستغنى رہنے کی نصیحت

اور حاجی صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ بھی فرماتے تھے کہ جو لوگ علمائے دین ہیں، مشائخ امت ہیں، اولیاء اللہ ہیں، وہ اگر دنیاوی غرض سے امراء کے پاس جاتے ہیں تو یعنی الْفَقِيرُ عَلَى بَابِ الْأَمِيرِ ہیں، بہت ہی بُرا ان کا یہ اقدام ہے، امیروں کے پاس کوئی فقیر دنیاوی غرض سے جاتا ہے تو وہ یعنی بن جاتا ہے، بُرا بن جاتا ہے، اللہ کے یہاں اس کی کیا قدر و منزالت ہوگی جبکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے لئے کسی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ دنیا والے سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے دیوانے ہیں، اور دیوانے کا یہ حال ہے کہ حب دنیا میں مشغول ہے، نعوذ باللہ ممن ذلك! اللہ تعالیٰ حب دنیا سے ہمارے قلوب کو پاک فرمادے۔ دنیا کی تو ضرورت ہے لیکن خدا کی قسم! حب دنیا سے قلب کو پاک رکھنا فرض عین ہے۔ اور فرمایا کہ نِعْمَ الْأَمِيرُ عَلَى بَابِ الْفَقِيرِ اس کے بر عکس دنیا دار لوگ،

مالدار لوگ ہوں لیکن ان کے دل میں اللہ والوں کی محبت ہے، علمائے دین کی محبت ہے، خدامِ دین کی محبت ہے جس کی بناء پر وہ ان کے پاس جاتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں، محبت سے مصافحہ کرتے ہیں تو حاجی صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا یہ پیش نہیں نعمَ بن جاتے ہیں، یہ اچھے لوگ بن جاتے ہیں، خوش نصیب بن جاتے ہیں، قسمت والے بن جاتے ہیں، سعادت مندوں میں داخلہ کا راستہ ان کے لئے کھل جاتا ہے۔ کیا بات ہے میرے دوست!

## محبتِ الٰہی اور دینِ حق پر مشتمل اشعار پر اعتراض کرنے والے

### بے خبر لوگ ہیں

تو جگر مراد آبادی جب خانقاہ پنج تلو حکیم الامتؒ نے ان کو بہت شفقت و محبت سے نوازا، اور فرمایا کہ آپ کے اشعار خوب ہیں، لوگ سنتے ہیں، کچھ ہمیں بھی سنائیے۔ ان کو قریب لانے کی کیا صورت اختیار فرمائی میرے دوست! اشعار کے بارے میں بھی لوگوں کو بڑی غلطی ہی ہے، ایسا اکابر علمائے دین کے ساتھ نہ رہنے اور ان کے علوم سے استفادہ کرنے کی توفیق سے محرومی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں اشعار کیا چیز ہیں، اشعار ہی اشعار، اشعار سننے سنانے پر اعتراض کرتے ہیں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ! جبکہ شماں ترمذی میں روایت ہے:

((عَنْ جَابِرٍ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ جَاءَنَا سُلَيْمَانُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُهُ مِنْ مِائَةٍ مَرَّةٍ وَكَانَ أَخْحَابُهُ يَتَنَاهَدُونَ إِلَيْهِ وَيَتَدَأَّ كَرُونَ أَشْيَاءً مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ

سَاكِنٌ وَرُمَّا يَتَبَسَّمُ مَعْهُمْ))

(شماں الترمذی: (ابن حییم سعید کمپنی): ص ۱۶)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی سو سے زیادہ مجلسیں مجھے ایسی ملی ہیں جن کے اندر صحابہؓ اشعار ہی اشعار سناتے رہے اور آپ ﷺ سنتے رہے، سنت رہے یہاں تک کہ ان اشعار میں بعض ایسے قصوں کا بھی ذکر ہوتا جن پر پنسی آجائی،

صحابہ ہنستے تھے تو ساتھ ساتھ آپ ﷺ بھی ہنستے تھے۔ اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں اونٹ پر آپ ﷺ کے ساتھ میں پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو امیہ کے اشعار پڑھنے کے لئے آپ ﷺ نے مجھے امر فرمایا:

((عَنْ شَرِيفِ بْنِ سُوَيْدِ الشَّقَافِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَدْفُثُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرٍ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلَّتِ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَيْهُ فَأَنْشَدَتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هَيْهُ ثُمَّ أَنْشَدَهُ بَيْتًا فَقَالَ هَيْهُ

حَتَّى أَنْشَدَتُ مَا كَبِيَتْ))

(الصحيح لمسلم: (قدیمی) کتاب الشعر، ج ۲ ص ۲۳۹)

جب میں ایک شعر پڑھتا تھا تو آپ ﷺ فرماتے تھے اور سناؤ، پھر دوسرا شعر پڑھتا تھا تو فرماتے تھے اور سناؤ، اس طرح کرتے کرتے امیہ کے سوا اشعار میں نے سنائے، پھر اخیر میں آپ ﷺ نے فرمایا، قریب تھا کہ امیہ اسلام لے آئے۔

دیکھا آپ نے میرے دوستو! ہمارے بزرگانِ دین بھی اپنی مجالس میں اشعار سننے تھے اور کبھی بڑوں سے بھی اشعار سننے تھے۔ ہمارے استاد اور اپنے زمانہ میں ایشیا کے مشہور ترین بزرگ اور محدث عظیم حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب حنفی سے میرے شیخ حنفی نے ہمارے سامنے پوچھا کہ دارالعلوم میں جب آپ پڑھتے تھے اور حکیم الامت حنفی کی صحبت میں تھا نہ بھون جایا کرتے تھے تو خواجه صاحب حنفی سے بھی آپ کی ملاقات ہوتی تھی؟ مولانا ہدایت اللہ صاحب ہنسنے لگے اور مسکراتے ہوئے فرمایا جی ہاں ملاقات تین تو ہوتی تھیں، خواجه صاحب حضرت حکیم الامت کی مجلس میں خوب مست ہو کر اشعار پڑھتے تھے اور ہم لوگ بھی مست ہو ہو کر ان کے اشعار سننے تھے۔ ہمارے حضرت والا اتنے خوش ہوئے، جھوم گئے کہ حضرت حکیم الامت حنفی اور حضرت عارف الہند خواجہ مخدوب حنفی کا تذکرہ ایک یعنی شاہد سے سننا۔ اکابرِ دین کے حالات کا مطالعہ کرنا خدا کی قسم! بہت ضروری ہے، بہت مفید ہے، اکابرِ دین کے ملفوظات، مواعظ اور

معارف کی برکت سے، ان کے حالات، حکایات و اوقات کی برکت سے حق و باطل میں پوری طرح تمیز پیدا ہو جاتی ہے، اس کو پڑھنا چاہئے میرے دستتو۔

**جگر صاحب کی دعاؤں پر حضرت حکیم الامت حَمْدُ اللّٰهِ کا آمین کہنا اور**

### اس کے عظیم ثمرات و برکات

تو جگر مراد آبادی کو حضرت حکیم الامت حَمْدُ اللّٰهِ نے اس طرح سے قریب کیا کہ کچھ اشعار سنائیے، وہ بڑے خوش ہوئے۔ شعراء کے مزاج میں یہ بات ہوتی ہے کہ جب کوئی ان سے کہتا ہے کہ ذرا اشعار سنائیے، فوراً ان کی طبیعت میں طوفان برپا ہو جاتا ہے لیکن وہ خوشیوں کا طوفان ہوتا ہے۔ جب جگر صاحب نے اشعار سنائے تو حضرت حکیم الامت بہت خوش ہوئے جس سے ان کا دل حضرت حکیم الامت پر اور گرویدہ ہو گیا، مزید فدا ہو گیا کہ اللہ والے ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسی شفقت اور محبت کا برداشت کرتے ہیں۔ پھر وہ تائب ہوئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی، اور جب حضرت حکیم الامت حَمْدُ اللّٰهِ کے یہاں سے واپس جانے لگے تو عرض کیا کہ حضرت والا! دعا فرمادیجئے کہ داڑھی آجائے، حضرت نے فرمایا کہ ان شاء اللہ! داڑھی آجائے گی، پھر عرض کیا کہ دعا فرمادیجئے شراب چھوٹ جائے، حضرت نے فرمایا ان شاء اللہ! یہ بھی ہو جائے گا، پھر تیسری دعا کروائی کہ حج نصیب ہو جائے، فرمایا کہ ان شاء اللہ! یہ بھی ہو جائے گا۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

ملا علی قاری حَمْدُ اللّٰهِ مرقۃ شرح مشکوکۃ میں الْعَیْنُ حَقٌ کے تحت تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین، محبوبین، عارفین کے قلوب پر ہر وقت نظر فرماتے ہیں کہ ہمارے یہ محبوب کیا چاہتے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ ان کی تمناؤں کو، ان کی چاہتوں کو پورا فرمادیتے ہیں۔ تو جب حضرت حکیم الامت تھانوی حَمْدُ اللّٰهِ سے جگر صاحب نے اس طرح سے دعاؤں کے لئے درخواست کی، حضرت کے شفقت قلب رحمت قلب کو جوش آیا اور یوں کہہ دیا کہ یہ بھی ہو جائے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے۔ بعض وقت

اہل اللہ سے کہا جاتا ہے حضرت دعا فرماد تھے، وہ حضرات بظاہر خاموش نظر آتے ہیں لیکن زبان قلب سے وہ اسی وقت دعا مانگتے ہیں، بعض عوارض کی بنا پر زبان سے اگرچا س وقت دعائیں مانگتے لیکن زبان قلب سے وہ دعا مانگتے ہیں اور کام بن جاتا ہے میرے دوستو!

اہل اللہ کے ساتھ نیک گمان ضروری ہے جبکہ **ظُنُّوا إِلَمُؤْمِنٍ خَيْرًا** (التفسیر)

الکبیر: (دار احیاء التراث بیروت) جزء ۲۸ ص ۱۱۰، العرف الشذی) تمام مومنین کے ساتھ حسن ظن رکھنے کو آپ ﷺ نے واجب قرار دیا ہے تو اس ہدایتِ نبوت کے مطابق گہگار مسلمانوں کے ساتھ بھی جب حسن ظن فرض ہے تو کیا اللہ والوں کے ساتھ حسن ظن اور نیچے آجائے گا؟ ان کے ساتھ تو اور زیادہ نیک گمان رکھنا چاہئے۔ تو حضرت حکیم الامت نے فرمایا یہ بھی ہو جائے گا، پھر عرض کیا حضرت دعا فرماد تھے خاتمه بالخیر، ایمان کے ساتھ موت بھی نصیب ہو جائے، فرمایا ان شاء اللہ! یہ بھی ہو جائے گا۔ اب یہ کیسے فرمادیا؟ اس کا جواب سنئے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایسے محبوبین اور عشاقوں ہوتے ہیں کہ لوگ ان کی قدر نہیں کرتے:

((رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طَمْرٍ يَنْدُبُ عَنْهُ أَعْيُنَ النَّاسِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا كَبُرَةُ))

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: (دار الكتب العلمية)، کتاب الرفاقت جزء ۲ ص ۳۶۲)

بعض لوگوں کو دیکھا کہ پڑھتے ہیں رُبَّ أَغْبَرَ ارے ظالم! یہ آغْبَرَ کیسے ہو گیا؟ مزید فہم سے کہیں اسم تفضیل **انْعَلُ** کے وزن پر بھی آیا ہے؟ شاید سمجھا ہو کہ **إِغْبَرَ** سے آغْبَرَ ہے، لا حول ولا قوّۃ الا باللہ! علم میں ایسی خامی ہو پھر آدمی مدرس ہو معلم ہو محدث ہو تو برا مسئلہ ہے بھی! غلطیاں دور دور تک پھیل جاتی ہیں۔ آغْبَرَ پڑھنا بالکل غلط ہے، **إِغْبَرَ** صحیح ہے جبکہ ماضی کا صیغہ ہو لیکن یہاں تو ماضی بھی نہیں ہے، اسم تفضیل ہے لہذا آغْبَرَ پڑھنا چاہئے، رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا كَبُرَةُ، آپ ﷺ فرماتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر غبار آلود ہوتے ہیں، پراندہ بال یعنی ان کے سر کے بال بھی بکھرے ہوئے ہوتے ہیں، سچ ہوئے نہیں ہوتے اور لباس بھی عمدہ نہیں ہوتا، ذی طمرین پھٹے

پرانے دو کپڑے والے، تَنْبُوْ عَنْهُ أَعْلَمُ النَّاسِ لوگوں کی نگاہوں میں وہ یقیناً معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس وہ شادی کا پیغام ٹھیجیں تو جواب ملے کہ لا حول ان کا پیغام ہمیں ملا ہے، خبردار ہمارے ہاں ان کو نہ لانا، دوبارہ جو آئے تو خبردار۔ یہ حال ہوتا ہے یعنی ظاہری طور پر لوگوں میں ان کی اتنی عزت و وجہت نہیں ہوتی، لوگ عام طور پر ان کا مقام نہیں پہچانتے لیکن اللہ کے یہاں ان کی بڑی مقبولیت اور محبویت ہوتی ہے۔

**اللَّهُ تَعَالَى نَّمَّى تِينَ چِيزَوْلَ كُوتِينَ چِيزَوْلَ مِنْ پُوشِيدَه رَكْهَا هَيْ**  
اب یہاں ایک اور عجیب مضمون یاد آیا کہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب لواح الانوار القدسیہ فی بیان الحکوم الدلیلیہ میں ایک روایت ہے:

(وَقَدْ وَرَدَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخْفَى ثَلَاثَةٍ أَخْفَى رِضَاهُ فِي طَاعَتِهِ وَأَخْفَى سَخْكَلَةٍ فِي

**مَعْصِيَتِهِ وَأَخْفَى أُولَيَاءَهُ فِي عِبَادَه )**

(لواح الانوار القدسیہ فی بیان الحکوم الدلیلیہ للشرعانی: (دار الكتب العلمية، بيروت، ص ۲۹۳)

(وَفِي الزَّهْدِ الْكَبِيرِ لِلْبَيْهِقِيِّ: قَالَ دُوْنُونُ الْمُبَرِّئِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَخْفَى ثَلَاثَةٍ أَخْفَى رِضَاهُ فِي طَاعَتِهِ وَأَخْفَى سَخْكَلَةٍ أَخْفَى عَصَبَتِهِ وَأَخْفَى رِضَاهُ فِي طَاعَتِهِ وَأَخْفَى وَلَائِتَهُ فِي عِبَادَه )

( مؤسسة الكتب الشفافية، بيروت): جزء ا، ص ۲۹۰)

(وَفِي أَحْيَاءِ عِلْمِ الدِّينِ لِلْغَزَالِيِّ: قَالَ جَعْفُرُ الصَّادِقُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَيَّأَ ثَلَاثَةٍ أَخْفَى ثَلَاثَهُ خَبَارِ رِضَاهُ فِي طَاعَتِهِ... وَغَصَبَهُ فِي مَعْصِيَتِهِ... وَخَبَارِ لَائِتَهُ فِي عِبَادَه... اَلْخ

(دار المعرفة، بيروت): جزء ۲، ص ۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین جگہوں پر مخفی رکھا ہے، پوشیدہ رکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو مستور رکھا ہے پوشیدہ رکھا ہے اچھے کاموں میں۔ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی اے (نوٹ: اس روایت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ۱۔ کسی نے اسے حدیث شریف قرار دی ہے۔ ۲۔ کسی نے اسے حضرت علی صلی اللہ علیہ و آله و سلم قول قرار دیا ہے۔ ۳۔ احیاء علوم الدین للامام غزالی میں اس قول کو امام جعفر صادق صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی طرف منسوب کیا ہے۔ ۴۔ الزہد الکبیر للبیهقی میں ذوالنور مصری صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی طرف منسوب کیا ہے، اور کسی نے امام ابو جعفر باقر صلی اللہ علیہ و آله و سلم کا قول قرار دیا ہے۔ بہر حال مضمون بالکل صحیح اور عظیم الشاف ہے)

فرمانبرداری کا کام کوئی کرتا ہے تو خدا کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں، ضرور خوش ہو جاتے ہیں گوئیں اس کا پتائے چلے۔ پردے میں وہ خوش ہو جاتے ہیں اور پردے کے ادھر ہونے کی وجہ سے ہمیں اس کا پتا نہیں چلتا لیکن جو عارفین کا ملیں اولیاء اللہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی لہریں وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں، ان کے دلوں میں اللہ کی خوشی کے اثرات آجاتے ہیں میرے دوستو، سبحان اللہ و بحمدہ!

دوسرے یہ کہ جب انسان گناہ کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں اگرچہ اس ظالم کو اس کا پتا نہیں چلتا لیکن اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں، یہاں بھی وہی بات ہے۔ جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں، جو گناہوں سے بچنے کے عادی ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ اسی کا اہتمام ہوتا ہے اپنے مالک کو خوش رکھتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے ڈرتے رہتے ہیں۔

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پاجائے

حریمِ دل کا احمد اپنے ہر دم پاسباں رہنا

تو ان حضرات سے اگر کبھی کوئی لغزش ہو جاتی ہے، کوئی غلطی ہو جاتی ہے، انسان ہے، کمزور ہے، کمزور یوں کی وجہ سے کسی معاملہ میں کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ان کو پتا چل جاتا ہے، انکے دل میں کدورت آ جاتی ہے، ایک دم سے ظلمت چھا جاتی ہے، پریشان ہو جاتے ہیں۔

بر دل سالک ہزاراں غم بود

گر ز باغِ دل خلائے کم بود

مولانا جلال الدین روی حب اللہ فرماتے ہیں کہ دیوانوں کی یہ شان ہوتی ہے، ان کے مذہب میں یہ خاص بات ہوتی ہے کہ جب بھی نورِ قرب میں کمی آ جاتی ہے، سوچتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے کہ پہلی جیسی کشش اور پہلی جیسی قرب کی خاص حالت اور خاص لگاؤ وہ بات اب نہیں رہی، پریشان ہو کر مشغولِ استغفار ہو جاتے ہیں بلکہ مُؤْقَن بالاستغفار ہو جاتے ہیں، استغفار کی توفیق ان کو عطا ہو جاتی ہے، دل ہی دل میں نادم ہوتے ہیں۔

ندامت کیا ہے میرے دوستو! گناہوں کو چھوڑ دے، جس گناہ کی عادت تھی یا

جس گناہ میں بتلا ہو، اس سے الگ ہو جانا، آن یقْلِیعَ عَنِ الْمُعْصِيَةِ، یقْلِیعَ مُت پڑھو ان یقْلِیعَ عَنِ الْمُعْصِيَةِ وَآن يَنْدَمُ عَلَيْهَا کہ اس گناہ سے الگ ہو جانا اور دل ہی دل میں نادم ہو جانا، شرمندہ ہو جانا، پشیان ہو جانا اور آن یَعِزِّمُ عَزْمًا جَازِمًا آن لَا یَعُودُ إِلَيْهَا اکبداً اور پختہ ارادہ کر لینا کہ اب یہ سب نہیں کرنا ہے۔ دوبارہ اُس طرف نہیں جانا ہے، یہی ہے حقیقت توبہ۔ ان ہی تین باتوں کے مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں میرے دوستو!

بہر حال! جو اہل اللہ ہوتے ہیں یعنی عارفین ہوتے ہیں، جن کو حسنات کی عادت اور ان کا اہتمام والتزام رہتا ہے تو جب ان سے کوئی غلط سرزد ہو جاتی ہے تو ان کے دل میں کدورت آ جاتی ہے اور من جانب اللہ ان کو پتا چل جاتا ہے کہ کیا کچھ غلط ہوا ہے، کبھی تعین کے ساتھ پتا لگ جاتا ہے کبھی تعین کے بغیر پتا لگ جاتا ہے۔ تعین کے ساتھ پتا چل جائے تو استغفار کرے توبہ کرے، اگر بغیر تعین کے بھی پتا لگ جائے تو بھی مشغول استغفار اور مشغول توبہ ہو جائے تو کام بن ہی جائے گا، اور اس کی دلیل یہ حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَنْزَرْتُ وَمَا أَعْلَمْتُ وَمَا أَشَرْفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ وَمَنْ أَنْتَ أَنْتُ الْمُقْدِلُمُ وَأَنْتُ الْمُؤْخِرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، باب الدعا فی صلاۃ اللیل و قیامہ، ج ۱ ص ۲۶۳)

کہ اے اللہ! جو میں نے پہلے کیا ہے، جو بعد میں کیا ہے وہ سب کچھ آپ معاف فرمادیجئے، اور جو کچھ میں نے چھپ کر کیا ہے، جو کچھ میں نے علانیہ کیا ہے، سب معاف فرمادیجئے وَمَا أَشَرْفْتُ اور جہاں جہاں میں حد سے تجاوز کر گیا، وہ بھی معاف فرمادیجئے، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ وَمَنْ أَنْتَ أَنْتُ الْمُقْدِلُمُ وَأَنْتُ الْمُؤْخِرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ) اسکھایا کہ اس طرح سے کہہ دو کہ جس کا پتا ہے جس کا پتا نہیں چلا، وہ بھی معاف فرمادیجئے تو آپ ﷺ نے سکھایا کہ اس طرح معاف فرمادیں گے:

((وَفِي عُمْدَةِ الْقَارِي لِلْعَيْنِي (أَنْتَ الْمُقْدِيمُ) أَعْنَى: تُقْدِيمُ مَنْ تَشَاءُ مِنْ خَلْقِكَ إِلَى رَحْمَتِكَ بِتَوْفِيقِكَ، (وَأَنْتَ الْمُؤْخِرُ تُؤْخِرُ مَنْ تَشَاءُ عَنْ ذَلِكَ بِجُنَاحِ لَانِكَ))

(عمدة القاري للعيني: (دار احياء التراث. بيروت): جزء ۲۳ ص ۲۰، رقم ۸۹۳۶)

اے اللہ! آپ جس کو چاہتے ہیں تو فیق طاعت کے ذریعہ اس کو آگے بڑھادیتے ہیں اور جس کو تو فیق نہیں دیتے وہ پیچھے رہ جاتا ہے، اس طرح سے آپ اس کو موخر فرمادیتے ہیں، نعوذ باللہ مکن ذلک، آپ ہی کے ہاتھ میں ہے تو فیق تو آپ معاف فرمادیجھے۔ اس طرح جب کہ بندہ مٹتا ہے، گڑگڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائی دیتے ہیں میرے دوستو!

تیسرا بات یہ فرمائی کہ وَأَوْلَيَاَتَهُ فِي عِبَادَةٍ اور اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں چھپا دیتے ہیں، عام لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں یا یہ کہ کس درجے کے ولی ہیں؟ سمجھتے ہیں کہ کوئی حافظ صاحب ہیں بھی؟ کوئی مولوی صاحب ہیں، یا فلاں صاحب ہیں، نماز ہی تو پڑھتے ہیں، ہم بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں لیکن اندر ہی اندر سے وہ پہنچ ہوئے ہوتے ہیں، دوسروں کو پتا نہیں لگتا، بھی کسی کی قسمت اچھی ہو تو پتا لگ بھی جاتا ہے، میرے شیخ حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں۔

آہ سے راز چھپایا نہ گیا

منہ سے مرے نکلی مضطرب ہو کر

اہل اللہ سے ایسی آہ نکل جاتی ہے، اس طرح سے آنسو بہہ جاتے ہیں، اور ایسی حالت ظاہر ہو جاتی ہے کہ پھر لوگ پہچان جاتے ہیں کہ ہائے! یہ کوئی دیوانہ لگتا ہے۔

**اہل اللہ کی زبان سے نکلے الفاظ کی بھی اللہ تعالیٰ لاج رکھتے ہیں**

خیر! یہ بات تو درمیان میں آگئی، میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى كے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ اللَّهُ پر قسم کھا کر اگر وہ کچھ کہہ دیتے ہیں، لَا يَبْرُدُ اللَّهُ اس کی قسم والی بات کو پورا فرمادیتے ہیں، اُن کو اُن کی اُس بات میں اللہ تعالیٰ واقعتاً چاہنا دیتے ہیں کہ لوہم تمہارے ساتھ ہیں،

انہوں نے جو کچھ کہہ دیا اس کو پورا فرمادیا۔ عجیب معاملہ ہے!

حضرت حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْعَانِهِ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم اُٹھانا بھی ضروری نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ کسی عارفِ کامل یا اولیاء اللہ سے اگر کوئی مُؤکد بات نکل جائے کہ چل! یہ ہو جائے گا، تو وہ اسی طرح سے ہو جاتا ہے۔ قسم اُٹھانا ضروری نہیں ہے، قسم سے مقصد مَا سِيقَ لَهُ الْكَلَامُ اس کلام سے جو مقصود ہے یعنی اگر کوئی بات تاکید سے فرمادے۔

جیسا کہ ہمارے حضرت مولانا زکریا صاحب حَفَظَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْعَانِهِ نے اس کو ذکر کیا ہے کہ ایک بزرگ تھے، اس قدر ان کا اللہ کے ساتھ تعلق خاص تھا کہ اگر کسی نے غلطی کی اور انہوں نے کہہ دیا کہ اے اندھے! تو وہ دیکھنا نہیں ہے تو وہ واقعی اندھا ہو جاتا تھا۔ پھر لوگ ان بزرگ کو کہتے تھے کہ حضرت! آپ کے کہنے کے بعد وہ اندھا ہو گیا، اب دیکھنا نہیں ہے۔ تو جوش میں فرماتے کون کہتا ہے کہ وہ دیکھنا نہیں ہے، اے! تو تو وہ دیکھتا ہے نا، تو تو وہ دیکھ رہا ہے، کیوں لوگ ایسا کہتے ہیں کہ تو وہ دیکھنا نہیں ہے، پھر وہ دیکھنے لگتا تھا۔ اس پر بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ یہ شرک ہے، ارے علم نہ ہو تو سب کچھ شرک بنا دو گے لااحول والاقوۃ الا باللہ۔ یہ تو حدیثِ پاک میں آیا ہے بھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَتَّیٰ أَحَبَّهُ مِيرَا بَنَدَه فَكُنْتُ سَمْعَةً الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَةً الَّذِي يُبَصِّرُ بِهِ وَفِي الْفَتْحِ وَلِسَانَةً الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ - فتح الباری: ج ۱۲ ص ۲۹۳ (صحیح البخاری: (قدیمی): ج ۲ ص ۹۶۳) میں اس کا کان بن جاتا ہوں میرے ہی ذریعہ سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں میرے ہی ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے۔ اسی طرح میں اس کی زبان بن جاتا ہوں تو میرے ہی ذریعہ سے وہ نور سے معمور گنتگو کرتا ہے۔ بتائیے! میرے دوستو! پھر اس پر اشکال کہاں سے وارد ہو جاتا ہے۔ کرامات کا وقوع اولیاء اللہ کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و اختیار اور اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت سے اس کا صدور ہوتا ہے اُن سے۔

بس یہ جو واقعہ اور پر مذکور ہوا ہے بعض اولیاء اللہ کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں، عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ میرے دوستو! یہ تو عقیدہ اسلام ہے کہ گراماٹ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ یعنی اولیاء اللہ کی کرامات بحق ہیں۔ یعنی اولیاء اللہ کی کرامات کو مانا چاہئے اور حسب قواعد شریعت اسکی تشریح اور وضاحت بمحضنی چاہئے، اگر علماء حق ان کو اولیاء اللہ جانتے ہیں۔

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کلامِ مؤکد اگر اہل اللہ کی زبان سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت جَمِيعَ الْمُتَّقِينَ سے بھی کسی طور پر ایسی کچھ باتیں ظاہر ہوئی تھیں، اسی کی یہ وضاحت میں نے کی ہے۔ بعض لوگ اہل اللہ پر، عارفین پر غلطی سے اور کرم فہمی سے اعتراضات اور اشکالات کر کے یہ بیچارے خسارے میں پڑ جاتے ہیں، بہت زیادہ ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، ایسا نہ ہونا چاہئے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ کے دیوانوں کے ساتھ، اللہ کے عاشقین کے ساتھ، عارفین اُمت کے ساتھ، علماء بنیین کے ساتھ، اکابر دین کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کی توفیق سے نوازے۔

**بیعت ہونے کے بعد جگر مراد آبادی کی زندگی میں عجیب تبدیلی**

تو حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے شاعر جگر صاحب سے فرمادیا کہ یہ بھی ہو جائے گا، یہ بھی ہو جائے گا، اخیر میں یہ کہنا کہ خاتمه بالخیر بھی ہو جائے گا، اب خاتمه بالخیر کا کسی کو علم تو نہیں ہو سکتا، حضرت حکیم الامت کی زبانِ مبارک سے یہ بات نکل گئی تو اللہ تعالیٰ کو اب اس کی لاج رکھنا تھی، پھر کیا ہوا آگے سب نے دیکھا کہ جگر صاحب وہاں سے واپس آئے تو سنت کے مطابق داڑھی ماشاء اللہ رکھ لی، اور جب اپنی داڑھی پر ان کی نظر پڑی تو یہ شعر پڑھا۔

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا  
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

دیکھو تو ظالم مسلمان ہو رہا ہے، کیا مطلب؟ ایک کافران زندگی بظاہر تھی کہ اللہ سے دور دور تھے جیسے کفار دور ہوتے ہیں، اللہ کی بات نہیں مانتے، گویا کہ ہماری بھی زندگی ایسی تھی کہ فرمابندری سے محروم تھی، اب دیکھو اے مسلمانو! جگر مسلمان ہونے لگا ہے یعنی پوری طرح اسلام میں داخل ہو رہا ہے، واہ! کسی شاعری ہے میرے دوستو! *أَذْهَلُوا فِي الْسَّلَامِ كَافَّةً* سورۃ البقرۃ: آیۃ ۲۰۸ پوری طرح داخل ہو جاؤ اسلام میں، ہماری اطاعت میں۔

تو جگر صاحب نے داڑھی رکھلی اور پکنے نمازی بھی بن گئے، شراب بھی چھوڑ دی، شراب چھوڑنے سے یہاں پڑ گئے کیونکہ ساری زندگی شراب نوشی کے عادی تھے۔ تمام ڈاکٹروں نے معینقہ یہ کہا، یہاں آپ لوگ کہتے ہیں معینقہ، جو صحیح ہو وہی کہنا چاہئے میرے دوستو! علمی طور پر معینقہ ہے۔ تو ڈاکٹروں نے معینقہ طور پر یہ فیصلہ دیا کہ جگر صاحب دوبارہ آپ کو شراب پینا ہو گی، نہیں تو آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ میرے شیخ نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ جگر صاحب نے کہا اے ڈاکٹرو! اگر میں پینتا ہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا تو ہمیں علم نہیں، موت کا علم اللہ کو ہے ہمیں کیسے معلوم ہو۔ جگر صاحب نے کہا اگر مرننا ہی ہے تو پھر میں اللہ کا نافرمان ہو کر نہیں مرننا چاہتا، فرمابندرار ہو کر مرننا چاہتا ہوں، اب میں دوبارہ شراب نہیں پیوں گا، بس وہ مضبوط ہو گئے، پکے ہو گئے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کی برکت سے شفاقت کو سعادت سے تبدیل فرمادیا، اب وہ بالکل ہی گناہوں سے بیزار ہو گئے، کہنے لگے

پینے کو تو بے حساب پی لی

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

اب کا نپ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے ہیں، دوبارہ شراب نہیں پی اور اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جگر صاحب تندرست ہو گئے۔ اخیر عمر میں جب موت کا وقت آیا تو ترڑپ ترڑپ کر کمرے میں ادھر سے ادھر جاتے تھے اور پھر وہاں سے ترڑپتے ہوئے یہاں آتے تھے، اسی طرح سے ترڑپ کر استغفار پڑھتے ہوئے جان نکل گئی۔ دیکھنے والے صاحبین نے

کہا کہ ایسا لگتا ہے اور گمان ہے کہ یہ بندہ اللہ کی محبت اور دیوانگی، پیاس اور تشنگی اور خوشیوں کے ساتھ دنیا سے جا رہا ہے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے: ظُلْمُوا إِلَيْهِمْ<sup>عَلَيْهِمْ</sup> حَيْرًا (التفسیر الكبير: (دار احیاء التراث، بیروت) جزء ۲۸ ص ۱۱۰، العرف الشذی) مؤمنین کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!، خاتمه بالخیر ہوا یا نہیں، اس پر کوئی یقینی فتویٰ تو نہیں لگا سکتا، لیکن علامات سے آثار سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ بندہ اللہ کا ہو کر دنیا سے جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

### مؤمنین کا ملین کے لئے غلبہ کی قرآنی بشارت

دیکھو! بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور کہاں کہاں سے ہو کر جگر صاحب کے حالات پر پہنچ گئی کہ گئتو تھے تھانہ بھوون، پھر اب دیکھو ان کا کیا حال ہوا ہے۔ سعادتمندی کا تھج وہیں سے ان کے دل میں لگ گیا تھا، یہی جگر تو تھے جو کسی زمانے میں زبردست شرابی تھے لیکن اہل اللہ کے بیہاں جا کر ایسے سعادتمند ہوئے، باقی زندگی عشق میں ڈوب کر گزاری ظالم نے، یہ بھی انہی کا شعر ہے۔

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پر چھا گئے میں زمانے پر چھا گیا

نسبتِ مع اللہ جب عطا ہوتی ہے، اللہ کی محبت جب دل پر چھا جاتی ہے، پھر وہ دنیا میں جہاں بھی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ، عشقِ الہی کے ساتھ، دین پر فرنیقی کے ساتھ اور دین کی شان و شوکت کے ساتھ سب پر چھا جاتا ہے، اس طرح سے ہر جگہ غالب ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو خود ہی غالب فرمادیتے ہیں۔ مولانا رومی عَلَيْهِمْ السَّلَامُ فرماتے ہیں۔

غالبی بر جاذبات اے مشتری

شاید ار درمانگاں را واخری

اے اللہ! تمام عالم کے جاذبین اور جاذبات پر آپ غالب ہیں، پس اے میرے محبوب پاک ہم جیسے کمزوروں کو بھی آپ خرید لیجئے، ہم سب کو دین کے ساتھ، اپنی اطاعت کے ساتھ،

اپنی محبت و خشیت کے ساتھ، شریعت اور اتباعِ سنت کے ساتھ، ہر جگہ ہمیں غالب فرماد تجھے:

﴿وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنَّ لَذِكْرَهُ مُؤْمِنِينَ﴾

(سورۃ آل عمرن: آیۃ ۱۳۹)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمادیا کہ اگر تم میرے ہو، اور میرے ہو کر زندگی گزارتے ہو تو میں تمہیں ہر جگہ غالب رکھوں گا۔ اس آیتِ پاک میں مؤمنین سے مؤمنین کا ملیں ہی مراد ہیں یعنی اگر تم بالکل ہی ہمارے ہو، تو ہم بھی دلکھادیں گے کہ ہم کس طرح تم کو غالب رکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ جہاں بھی جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غلبے عطا فرماتے ہیں، اس لئے اولیاء اللہ کے ساتھ ہڑنا اور نکر لینا صحیح نہیں ہے، اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ ہاتھی کو اگر کوئی مارے پیٹے تو ہاتھی اس کو برداشت کر لیتا ہے لیکن اگر اس کے نپے پر کوئی ظلم کرتے تو ہاتھی انتقام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:

((مَنْ عَادِيَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدِ اذْنَتُهُ بِالْحَرْبِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی): باب التواضع: ج ۲ ص ۹۶۳)

کہ میرے اولیاء کے ساتھ اگر کوئی دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں، میری طرف سے اس کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ اس حدیثِ پاک کی وجہ سے عارفین نے اور محمد شین نے فرمایا کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی گستاخی بے ادبی کرے یا ان کو ایذا پہنچائے تو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے، خاتمہ بالخیز سے محرومی کا بہت خطرہ ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

### ولی اللہ بنے کا مختصر مکر عظیم الشان کا میا ب نسخہ

بہر حال! ولی کی دو فتمیں ہیں ایک ہے شیطان کا ولی اور ایک ہے اللہ کا ولی، بیشک ہم سب یہی چاہتے ہیں کہ ہم سب اللہ کا ولی بن جائیں، اللہ کا ولی بن کر ہمارا جینا ہو، اللہ کا ولی بن کر ہمارا مرنا ہو:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ قُوَّةَ اللَّهِ حَقٌّ تُقْبَلُهُ وَلَا مَوْتٌ لَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(سورۃ آل عمرن: آیۃ ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ پاک میں فرمایا کہ سب گناہوں کو چھوڑ دو، مجھے راضی کرلو، اور پوری طرح میرا، ہی بن کے میرے پاس آنا، إِلَّا وَآئُنْتُمْ مُسْلِمُونَ کے کیا معنی ہیں؟ امْنُوا ایمان تو ہے، ہی تمہارے اندر اور إِنَّقُولَهُ کے معنی ہیں اللہ سے ڈرنا، جو اللہ کے اوامرِ لازمہ ہیں، ان کو ماننا اور جو منہیات ہیں، ممنوعات ہیں ان سے دور رہنا، وَلَا تَمْوِنْ إِلَّا وَآئُنْتُمْ مُسْلِمُونَ یہ تاکید ہے، بات تو پوری بظاہر ہو چکی تھی کہ تقویٰ کی زندگی گزارنا، پھر حق تعلقیہ کے بعد کیا باقی رہ گیا، لیکن تاکید اور تکمیلًا فرمادیا وَلَا تَمْوِنْ إِلَّا وَآئُنْتُمْ مُسْلِمُونَ ترجمہ: ہرگز نہ مرنا مگر ہمارے پورے منقاد ہو کر۔

تم جو بالکل ہمارے ہی ہو پوری زندگی، مرتبے وقت اس کا مکمل ثبوت لیتے ہوئے آنا میرے پاس، اس کے معنی سن لو کہ تم جو میرے ہی ہو اس کا خوب ثبوت ساتھ لیتے ہوئے آنا کہ سب پر عیاں ہو جاوے کے ارے یہ تو دیوانے ہیں ان کے۔ جو ایسا منقاد ہوتا ہے وہ بندہ یوں اعلان کرتا ہے:

﴿وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

(سورۃ حم سجدۃ: آیۃ ۳۳)

میں صرف ان کا ہوں اور کسی کا نہیں ہوں۔ وَمَنْ أَحْسَنْ فَوْلًا فَقَنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَهُوَ اللَّهُ كَيْ طرف بلا تابھی ہے اور اللہ کی خوشیوں کے اعمال میں دن رات مشغول بھی رہتا ہے، اور ایمان بھی، اللہ کے ساتھ اس کا تعلق بھی اتنا پختہ ہے کہ وہ کہتا ہے سن لو! ہم صرف ان کے ہیں اور کسی کے نہیں ہیں۔

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا  
انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں

قربان جائیے میرے دوستو اللہ کی رحمت پر۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے حکیمِ الاممؐ سے ایسا عظیم الشان کام لیا ہے کہ طریق وصولیٰ اللہ کو بالکل صاف کر کے بیان فرمادیا کرو لی کیسے بنے گا آدمی؟ فرمایا اس کا مختصر سخن ہے کہ ایمان تو ہے دل میں، اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمادیا، اس پر شکر گزاری فرض ہے،

اب آگے ولی اللہ بننے کا ایک ہی کام باقی رہ گیا کہ گناہوں کو چھوڑ دو تو ولی بن جاؤ گے۔ جس کو جس جس گناہ کی عادت ہو، نظر خراب کرنے کی عادت ہے تو اس سے بھی توبہ کریں، زبان خراب کرنے کی عادت ہے اس سے بھی توبہ کریں، ظلم کی عادت ہے اس سے بھی توبہ کریں، عشقِ حرام میں بیٹلا ہیں اس سے بھی توبہ کریں، بے پردگی کی عادت پڑی ہوئی ہے اس سے بھی توبہ کریں، اور اگر غلط دوستی ہے تو اس سے بھی توبہ کریں، جس گناہ کی بھی عادت ہے، اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے کیونکہ گناہوں میں ملوث ہو کر تو اللہ سے دوستی نہیں ہو سکتی، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ انہوں نے تقویٰ کو یعنی گناہوں کو، ان کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنا ہم پر فرض کر دیا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرما کر آسان بھی فرمادیا کہ وَ كُوْنُواْمَحَ الصَّدِيقِينَ پر عمل کرو تو یہ نسخہ آسان بھی ہو جائے گا۔ وَ كُوْنُواْمَحَ الصَّدِيقِينَ یعنی جو میرے سچے بندے ہیں، بالکل ہی فرمانبردار اور دیوانے ہیں میرے، ان کے راستے پر رہو، صادقین کے راستے پر رہو، اکابر دین کے راستے پر رہو۔ بعض لوگ اکابر دین کے تعلق اور ان کی اتباع سے فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں، میرے دوستو! خدا کی قسم! وہ ہلاکت کا راستہ ہے، خلافت کا راستہ ہے، مگر ابھی کا راستہ ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے، یوں تو اپنا ہی نصیب خراب کرنا ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرمادیا ہے کہ سبھوں کے ساتھ رہ پڑو! صادقین کا راستہ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے صادقین کے ساتھ رہنے کا اور ان کے راستے کی اتباع کا حکم فرمایا ہے، یہ بھی فرض ہے، اس سے الگ ہونا کسی طرح صحیح نہیں ہے اور اس میں بالکل گمراہی ہے۔ نیز فرمایا کہ:

﴿وَاتَّبِعُ سَبِيلَ مَنْ أَنْابَ إِلَيَّ﴾

(سورۃلقمن: آیہ ۱۵)

جو ہمہ وقت اور ہر حال میں ہمارے ہیں، مَنْ أَنْابَ إِلَيَّ کا ترجمہ جو ہمہ وقت اور ہر ہر حال میں ہمارے ہیں، جو تمام مراحل میں ہمارے ہیں، تم ان کی اتباع کرو۔ معلوم ہوا مؤمنین کو دین پر قائم رہنے کے لئے اکابر دین کی اتباع ضروری ہے۔

## حاصلِ تصوف

**یعنی تعلق مع اللہ کا، اللہ تعالیٰ کو پا جانے کا آسان راستہ**

بہر حال! حضرت حکیم الامت عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالرَّحِيمُ نے فرمایا کہ جو کام ہم پر لازم ہیں، جو فرائض و واجبات ہیں ان پر عمل کرو اگرچہ دل نہ چاہے، اگرچہ سنتی محسوس ہو، اگرچہ کمزوری محسوس ہو، پھر بھی وہ کام کرو، اور وہ بھی زیادہ کام نہیں ہیں میرے دوستو! پاٹچوں وقت کی نمازوں کا االتزام رکھنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، پرده شرعی کرنا، بندوں کی حق تلفی سے بچنا، گناہوں سے بچنا، اور حلال کھانا:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ طَيْبًا وَعَمِيلَ فِي سُنْنَةٍ  
وَآمِنَ النَّاسُ بِوَائِقَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب الاعتصام بالكتاب والسنۃ، ص ۳۰)

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کھاتا ہے اور طریق شریعت پر عمل کرتا ہے اور لوگ اس کے ظلم و شر سے محفوظ ہیں تو بیشک یہ جنت میں داخل ہوگا۔ ۱۔ جو حلال کھاتا ہے، ۲۔ وَعَمِيلَ فِي سُنْنَةٍ اور اللہ تعالیٰ نے جو دین عطا فرمایا ہے، دین کی تعبیر سنت سے بھی کرتے ہیں، ۳۔ وَآمِنَ النَّاسُ بِوَائِقَةٍ، اور لوگ اس کے ظلم و ستم سے بالکل مامون ہیں، دَخَلَ الْجَنَّةَ تو داخلہ جنت اس کے لئے یقین ہے، دَخَلَ الْجَنَّةَ کا ترجیح سن لیا، جنت یقین ہے، بالکل محقق ہے، بالکل مؤکد ہے، بالکل پختہ ہے، بلا شک و شبہ ہے۔ کتنا آسان ہے میرے دوستو!

تو فرمایا حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے کہ وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سنتی محسوس ہو، سنتی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے، اور جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے، جس کو یہ بات حاصل ہو گئی، اس کو کچھ بھی پھر ضرورت نہیں، کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے، یہی بات اس کی محافظہ ہے، اور یہی اس کو آگے بڑھانے والی ہے۔

## بے ضرورت گفتگو اور زیادہ میل جوں نہایت مضر ہے

اس راستے میں کچھ مجاهدات ہیں۔ پہلے زمانے میں مشائخ اپنے مریدوں کو چار مجاهدے تعلیم فرماتے تھے: قلتِ کلام، قلتِ طعام، قلتِ منام اور قلتِ اختلاط مع الانام لیکن ہمارے حضرت حاجی صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا کہ اس زمانے میں صرف دو مجاهدے ضروری ہیں: ایک یہ کہ زیادہ اختلاط سے بچو، لوگوں سے زیادہ ملنا جلتا نہ رکھو، ایسا ملنا جانا جس سے گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو، احتمال ہو۔ تو ایسے اختلاط مع الخلق سے بچو، اور دوسرا یہ کہ قلتِ الکلام یعنی کم بولنا، زیادہ بولنے کی عادت مت بناو، بات تو کرو لیکن ہر وقت بات کرنے کی عادت نہیں بنانا چاہئے کہ بک بک کئے جا رہے ہیں، کہیں زبان پھسل جائے، گناہ ہو جائے اور جہنم میں گرجائے آدمی، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ باقی دو مجاهدات کے متعلق حاجی صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا کہ اس زمانے میں کم کھانا اور کم سونا یہ دو مجاهدہ نہیں ہیں، خوب چھ چھ گھٹنے سونا چاہئے، اور کسی کے ذمہ دناغی کام ہو تو اس کو آٹھ گھٹنے سونا چاہئے، اور فرمایا کہ خوب کھاؤ۔ اس نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ بھی مگر اس سے کام بھی خوب لو! کیا مطلب؟ یعنی اسے مجاهدات میں لگاؤ، راہِ قتوی کے کام میں لگاؤ۔ فرائض و واجبات ہی ادا کر کے بالکل فارغ مت پڑے رہو، ایسا بھی نہیں چاہئے، کچھ اللہ اللہ بھی کر لیا کریں، ذکر اللہ کا اہتمام ہمارے تمام بزرگوں کا شیوه تھا۔ کچھ نوافل بھی پڑھنے کی فکر اور کوشش رہے۔ ہم اپنے بزرگوں کو دیکھتے تھے، کس طرح نوافل کا بھی کم و بیش مشغله رکھتے تھے۔

حکیم الامت تھانوی<sup>ؒ</sup>، حضرت حاجی صاحب<sup>ؒ</sup>، حضرت گنگوہی<sup>ؒ</sup>، حضرت نانوتوی<sup>ؒ</sup>، حضرت مدینی<sup>ؒ</sup>، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب<sup>ؒ</sup>، شاہ عبدالغنی پھولپوری<sup>ؒ</sup>، ہمارے سب حضرات تہجد کے بڑے پابند تھے۔ میرے محسن میرے استادِ محترم حضرت مولانا صلاح الدین صاحب حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ قرآن پاک کی تلاوت کے زبردست پابند تھے، مناجات مقبول پڑھنے کا بھی مستقل معمول تھا۔ آج ہم لوگوں سے تلاوت چھوٹ جاتی ہے یا

تلاوت کرتے ہی نہیں ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کی عادت ہمارے اندر پیدا ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمادے، قرآن پاک کا عشق اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے، چاہے ایک دو صفحہ ہی پڑھ لیں، لیکن روزانہ پڑھنے کی عادت تو بنا سکیں تو بڑی برکتیں ہوں گی، بہت ہی زیادہ نور اور قرب الہی عطا ہوگا۔

### کچھ نوافل بھی پڑھنے کی محبت آمیز نصیحت

ہمارے بزرگانِ دین، اکابرِ دین حسب وسعت و حسب سہولت کچھ نوافل بھی پڑھتے تھے، اشراق و غیرہ پڑھتے تھے، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((يَا أَبْنَى أَدَمَ إِذْ كَعَنَّا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قُنْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَكْفِكَ أَخْرَهُ))  
 (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب صلوٰۃ الضبیح، ص ۱۱۶)

کہ اے آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں چار رکعت پڑھ کر مجھے خوش کر دے، میں تیرے دن کے آخر تک کے سارے کام پورے کر دوں گا، دن کے آخر تک تیری جتنی ضرورتیں ہیں ان کے لئے میں ہی کافی ہو جاؤں گا، سارا انتظام کر دوں گا۔

کارسازِ ما بہ سازِ کارِ ما فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما  
 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود ہی تیرا کام بنادوں گا، تو مجھے چار رکعت پڑھ کر خوش تو کر دے۔  
 یہاں ایک بات یہی بتا دوں کہ جو اولیائے اُمت ہوتے ہیں، عشاقد حق ہوتے ہیں، ان کو نوافل کے ساتھ بھی ایک عشق ہو جاتا ہے، نوافل سے مستقل گریز کرنے سے ان کو مناسبت نہیں ہوتی۔ پس اہل اللہ اور اکابر و اسلاف کے اتباع میں ہم پسمندوں کو بھی کچھ ذوق و شوق نوافل تو ہو۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جتنی امتیں گزری ہیں ان سب میں جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں وہ سب ہی تجد کے عادی تھے:

((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ - رواہ الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب التحریض علی قیام اللیل، ص ۱۰۹)

”تم تہجد کا اہتمام رکھنا کیونکہ گذشتہ امتوں میں جتنے اولیاء اللہ تھے، وہ تہجد کے پابند تھے، تہجد ضرور پڑھتے تھے۔“

اس امت میں بھی جو حضرات اولیاء اللہ تھے، سب تہجد پڑھنے والے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین تمام اولیاء امت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کا اہتمام کیا ہے۔

### آسان تہجد اور آسان ادا بین

میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولا نا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ اگرچہ تہجد فرض و واجب نہیں ہے لیکن یہ غذاۓ اولیاء ہے، اولیاء اللہ کی غذاۓ خاص ہے، اس سے وہ فرانہیں اختیار کر سکتے، پھر کیا کیا جائے، حضرت والا نے دیکھا کہ زمانہ بہت کمزوری کا ہے تو حضرت نے حدیث پاک اور فقہاء کرام کے فتویٰ کی روشنی میں یہ آسان طریقہ نکالا کہ بھی ایسا کرو، نماز عشاء پڑھ کر سنت کے بعد وتر سے پہلے دو چار رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لو، اس میں تہجد کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ اتنا تو ہم کریں میرے دوستو! وتر سے پہلے کیوں فرمایا؟ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ رات کے اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے آخری عمل وتر ہوتا تھا، اس لئے فرمایا کہ سنت عشاء کے بعد وتر سے پہلے دو چار رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرو۔

تو حدیث پاک میں نوافل کی اہمیت ضرور بالاضرور ہے میرے دوستو! بات سمجھ میں آتی ہے! اب یہ عادت بنالینا کہ نوافل ہے ہی نہیں، یہ خدا کی قسم! غلط بات ہے، یہ بالکل اہل اللہ کا شیوه اور طریقہ نہیں ہے۔ کیا ایک حدیث پاک میں نہیں آیا ہے کہ **صَلُّوا إِلَيَّكُمْ وَالنَّاسُ نِيَّاً مُّرْ** (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی): ص ۱۶۸) رات میں جب لوگ سور ہے ہوں اس وقت نماز پڑھا کرو۔

بہر حال! تہجد کی عادت بھی ڈالنی چاہئے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی تاکید فرماتے تھے، فرماتے تھے دیکھو بھی! تہجد پڑھنا تو آسان کام ہے، کوئی مشکل بھی نہیں ہے، کیونکہ تہجد کا افضل وقت اخیر شب ہے، سو تہجد کا پڑھنا شروع شب میں

بھی جائز ہے۔ کیونکہ آخر شب جب افضل ہے تو غیر افضل کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ اول شب میں پڑھنا بھی صحیح ہے، اگرچہ زیادہ فضیلت آخر شب میں ہے، اسی سے ثابت ہو جاتا ہے، حضرت حکیم الامم نے اس بات کو لکھا ہے لہذا ہم سب تجد پڑھنے کی کوشش کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ گواں سہل طریقہ سے ہو۔

### اوایین کا ثواب

اور علمائے دین، اولیاء اللہ کی عادت اوایین پڑھنا بھی رہی ہے، میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب علیہ السلام کی جب جوانی تھی تو حضرت والا اشراف بھی پڑھتے تھے، اوایین بھی اہتمام سے پڑھتے تھے۔ مسجد اشرف، گلشن اقبال کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھ کر حضرت والا نیزی سے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے اور وہاں اوایین پڑھتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے، کہ مجھے بھی جوش آگیا کہ میں حضرت والا کے ساتھ اوایین پڑھوں، تو میں بھی فرائضِ مغرب کے بعد حضرت والا کے پیچھے پیچھے تیزی سے گیا اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر عرض کیا کہ اجازت ہو تو آج میں بھی اندر آ کے آپ کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اچھا! کمرے میں جب داخل ہوئے تو حضرت والا نے اپنا خاص مصلی طلب فرمایا، وہ جائے نماز ہرات کی تھی، حضرت ملا علی قاری علیہ السلام کے شہر ہرات والی جائے نماز منگوائی، کافی طویل جائے نماز تھی، اس کو بچھا دیا، اس پر حضرت والا نے صلوٰۃ اوایں چھر کعات ادا کیں۔ اوایں کا ثواب بھی سن لیجئے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو مغرب کے بعد چھر کعات پڑھے گا:

((مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَّهُ يَتَكَلَّمُ فِيهَا يَهُنَّ بِسُوءٍ عِدْلُنَ لَهُ بِعِيَادَةٍ ثُنْكَى عَشَرَ كَسْنَةً۔ رواه الترمذی))

(مشکوٰۃ المصائب: (قدیمی)، باب السنن و فضائلها؛ ص ۱۰۲)

”جو شخص بعد مغرب چھر کعات ادا کرے کہ اس دوران میں کوئی بُری بات زبان سے نہ

نکالے تو بارہ سال عباداتِ نافلہ میں مشغول رہنے کی فضیلت، بارہ سال نفلی عبادت ادا کرنے کا رتبہ اس کو حاصل ہوگا۔“

کتنی بڑی بات ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کر کے اس کو آسان فرمادیا کہ حدیث پاک سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ فرض کے بعد دور کعت سنت اور اس کے بعد چار رکعات ملا کے کل چھر رکعات مراد ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں جو لفظ ہے کہ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرِبِ جو شخص مغرب کے بعد چھر رکعات پڑھے، تو کیا مغرب کے اس لفظ میں دو رکعت سنت بھی شامل ہے؟ یا صرف فرض ہی مراد ہے؟ زیادہ تر علماء فرماتے ہیں کہ فرض ہی شامل ہے، اس میں دور کعت سنت کی شامل نہیں ہے، الہذا سنتوں سمیت گل چھر رکعات پڑھیں تو اس پر بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے بارہ سال کے دور کعت سنت مُؤْكِدہ اور دور کعت نفل تو سب پڑھتے ہی ہیں، صرف دور کعت اور پڑھ لیں تو اوابین کی فضیلت اس کو حاصل ہو جائے گی۔ آسان ہے کہ نہیں!

### نفلی عبادات سے عظیم الشان قرب نصیب ہوتا ہے

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اوابین کے بھی عادی تھے، تجد کے بھی پابند تھے، اخیر زندگی میں اولیاء اللہ کمزور ہو جاتے ہیں تو شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی شروع زندگی کے مجاہدات کو دیکھو، اخیر زندگی میں جبکہ وہ کمزور ہو جاتے ہیں تو وہ رخصت پر عمل کرتے ہیں۔ اب اسی رخصت کی لوگ اقتداء کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بھی اس میں بڑی آسانی ہے، ہمیں نوافل سے پوری چھٹی مل گئی ہے، کچھ بھی نوافل نہیں پڑھتے۔ تو فرائض و واجبات کو تو سب ادا کریں گے ہی اور گناہوں کو بھی ضرور چھوڑیں گے، ساتھ ہی کچھ نوافل بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس انداز سے حدیث قدسی میں فرمایا:

((لَا يَأْذِي أَلْعَبَدِيَّ يَتَقَرَّبُ إِلَى بِالنَّوْافِلِ حَتَّى أَجِبَّهُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی): باب التواضع: ج ۲ ص ۹۶۳)

کہ بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا مقرب ہونا چاہتا ہے، میرا قرب ڈھونڈتا رہتا ہے، نوافل کے ذریعہ سے میرے قریب آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہ میں دیکھا رہتا ہوں حتیٰ اُجَبَّة، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، معلوم ہوا کہ فرائض و واجبات کے ذریعہ سے جو محبو بیت عطا ہوتی ہے، خدا کی قسم! نوافل کی وجہ سے محبو بیتِ متزادہ، محبو بیتِ متازہ اور محبو بیتِ متصاعدہ اس کو عطا ہوتی ہے، بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! اس لئے نوافل کو بالکل چھوڑنا نہیں چاہئے۔ جب موقع ہو دور رکعت پڑھ لے، اور دور رکعت پڑھ کر دیکھے کہ قلب میں کتنا نور آ گیا، دل میں خوشی کی لہریں محسوس ہوں گی ان شاء اللہ! مثلاً کاروبار پہ جانا ہے، یا اور کسی کام کیلئے نکلنا ہے تو جس کو موقع ہو دور رکعت پڑھ کر جائے، جس کو پڑھنے کا موقع نہ ہو، نہ پڑھے۔ نماز زبردست نعمت ہے میرے دوستو! خدا کی قسم! اسلام میں ایمان کے بعد سب سے پیاری، سب سے محبوب، سب سے مزیدار، سب سے لذیز، سب سے شیریں عبادت نماز ہے۔ پڑھ کر تو دیکھیں ان شاء اللہ اس میں کیا مزہ ہے۔ آپ ﷺ نے جو فرمایا:

((جُعْلَتْ قُرْآنُكَعْيَنِي فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهَا أَحْمَدُ وَالنَّسَائِي))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي ﷺ، ص ۳۲۹) اللہ تعالیٰ نے نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا انتظام فرمادیا ہے، سخان اللہ و مکملہ! آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور دل میں زبردست سکون اور سرور آ جاتا ہے، خوشیاں آ جاتی ہیں، نور، نور آ جاتا ہے نماز کے ذریعہ سے۔ تو نوافل کے ذریعہ سے بھی اللہ کو خوش کرنے کی توفیق ہوئی چاہئے، ارے بھی! زندگی چند دن کی ہے، کیا بھروسہ ہے کس وقت اللہ تعالیٰ بلا لے نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی تو رہ جائے تکنی کھڑی کی کھڑی وقت زیادہ نہیں ہے۔

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قنا  
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت  
 موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے  
 کس وقت بندہ دنیا سے چلا جائے، کس وقت یہ سانس نکل جائے کچھ پتا نہیں ہے دوستو!  
 سانس ہے اک رہرو مکر عدم دفتار اک روز یہ جائے گا تحتم  
 کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے  
 یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے والے اعمال کے لئے ہے۔  
 لہذا عبادت کا مشغله بنانا چاہئے، یہ اصل ہے، باقی چیزیں سب بعد میں ہیں، وہ سائکڑ  
 پروگرامات ہیں، اصل پروگرام عشقِ الہی ہے، اصل پروگرام اللہ تعالیٰ کی عبادات، اذکار اور  
 محبت کا مشغله ہے میرے دوستو! مشغله عشقِ الہی، مشغله محبتِ الہی، مشغله کامِ محبوب پاک۔  
 محبوب پاک کا کیا کیا پسندیدہ کام ہے وہ دیکھنا اور اس کو کرنا۔ فرائض و واجبات تو کرنے  
 ہیں ہی، وہ تو بھی پابندیاں ہیں، اس کے بغیر چھوٹ نہیں سکتے، نوافل کا اگرچہ قرآن و سنت کی  
 روشنی میں بروز قیامت سوال تو نہیں ہو گا لیکن بالفرض اگر میدان قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے  
 عشاق کی طرف سائلانہ انداز سے ایک نظر دیکھی لیں کہ کیا کیا کام آپ نے ہمارے لئے  
 کیا ہے؟ بندے نے کہا کہ میں نے فرائض کا اہتمام رکھا، واجبات کا اہتمام رکھا، گناہوں کو  
 چھوڑا، کبھی گناہ نہیں کیا، غلطی ہو جاتی تھی التزام سے تو بہ کرتا تھا، یہ سب بتایا لیکن ذرا  
 سائلانہ انداز سے اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی نظر صرف دیکھی لیں تو کیا حال ہو گا کیونکہ۔

### مقرباں را بیش باشد حیرانی

حضرت جییند بغدادی عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ایک واقعہ تبیہ المغترین، احیاء علوم الدین اور کئی دیگر  
 کتابوں میں لکھا ہے:

((قَالَ الْكَثَانِيُّ رَأَيْتُ الْجَنَيْدَ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَهُ مَا فَعَلَ اللَّهُ إِلَكَ قَالَ طَاحَتْ  
 تِلْكَ الْإِشَارَاتُ وَدَهْبَتْ تِلْكَ الْعِبَاراتُ وَمَا حَصَلْنَا إِلَّا عَلَى رَجُلَيْنِ كُلَّا  
 نُصَارَى بِهِمَا فِي اللَّيْلِ))

(احیاء علوم الدین: (دار المعرفة، بیروت): جزء ۵۰۸ ص ۳)

ترجمہ: کتنا نام کے ایک بزرگ کہتے ہیں، میں نے جنیدؒ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاو کیا؟ تو فرمایا: سارے اسرار و اشارات بیکار گئے، اور ساری تقریرات و بیانات بے شر نکلے۔ صرف انہی دو رکعتوں کے ہم حقدار ٹھہرے جن کو شب میں پڑھتے تھے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ السلام کے مجموعہ ملفوظات میں بھی ہے کہ جنید بغدادی علیہ السلام کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حضرت! وہ تصوف کے نکات جو زندگی میں بیان ہوتے تھے یہاں بھی کچھ کام آئے؟ فرمایا کہ سب فنا ہو گئے: **مَا نَفَعَنَا إِلَّا رُكْيَاعُّ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ** ہاں کچھ نماز اخیر شب میں پڑھ لیتا تھا وہ البتہ کام آئی۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۷ ص ۲۴۱)

تو دوستو! محبت کا تقاضا یہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمائے ہیں کہ حقیقتِ احتجاج نوافل کے ذریعہ قرب ڈھونڈنے والے سے میں خصوصی محبت کرتا ہوں، اس کو محبوب خاص بنالیتا ہوں، اس کا مقتضایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت میں ہماری اور زیادہ ترقی ہو، اور منازلِ محبت مزید طے ہوں، کیا ہم یہ نہیں چاہتے؟

لہذا کام و بیش نوافل بھی کچھ پڑھنا چاہئے، کیونکہ ہمارے اکابر اور اولیائے امت کا شیوه تھا کہ نوافل کو وہ بالکل نہیں چھوڑتے تھے۔ دیکھئے! ایک صحابی تھے، ان کو تجدی کی عادت تھی، بعد میں انہوں نے تجدید پڑھنا چھوڑ دیا تو آپ ﷺ نے ایک دوسرے صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو!

((لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ الْلَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ))

(صحیح البخاری: (قدیسی)، باب ما یکہ من ترک قیام اللیل؛ ج ۱ ص ۱۵۲)

فلان کی طرح نہ بننا، وہ تجدید پڑھتے تھے، بعد میں انہوں نے چھوڑ دیا۔ ہمارے فقهاء امت نے اس حدیث پاک سے یہ استبطاط کیا کہ نوافل کی عادت بنا لینے کے بعد چھوڑ دینا یہ مکروہ ہے۔ مکروہ کا کیا مطلب ہے؟ یہ اللہ کے یہاں پسندیدہ نہیں ہے، یعنی گویا کہ یوں فرماتے ہیں تو تو فلاں وقت پر آتا تھا ہمارے دربار میں پھر آنا چھوڑ دیا، جو آنے جانے کا

سلسلہ رکھتا تھا ب کیا ہو گیا کہ نہیں آتا ہے؟ اس لئے اگر مستقل نوافل کی عادت نہ بنائے تو گاہ بگاہ ہی پڑھتا رہے، لیکن تہجید کا مشغله تو رکنا چاہئے، اگر کبھی جھوٹ جائے تو استغفار کر لیں کہ اے اللہ! معاف فرمادیجئے، غلطی ہو گئی، نالائقی ہو گئی، نادانی ہو گئی۔

جس آیت سے آغاز کیا تھا اسی پربات دوبارہ پہنچ گئی کہ **كُوْنُوْمَعَ الصِّدِّيقِينَ** صادقین کے راستے پر رہنا چاہئے، صادقین تو بھی فرائض و واجبات کا اہتمام کرنے کے ساتھ نوافل کا بھی مشغله رکھتے تھے بلکہ نوافل خوب پڑھتے تھے۔ جمۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ اور حضرت مولانا شیراحمد گنگوہی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ بھی اشراق واویں وغیرہ کے خوب پکے عامل اور عادی تھے، لیکن دونوں حضرات میں یہ فرق تھا کہ اگر لوگ بیٹھے ہوتے تھے مثلاً فجر کی نماز کے بعد اردو گردلوگ بیٹھے ہوئے ہیں، تو جیسے ہی اشراق کا وقت ہوتا تو حضرت مولانا گنگوہی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ ایک دم سے کچھ کہے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے اور اشراق میں مشغول ہو جاتے تھے، جبکہ دوسرا طرف حضرت مولانا قاسم نانوتوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کا یہ حال تھا کہ جب لوگ گھیرے ہوئے ہوتے تھے، مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے تو حضرت مولانا نانوتوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ باتیں کرتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے، اب وہ لوگ جانہیں رہے ہیں تو اسی میں مشغول رہتے تھے، بعد میں دیر سے پڑھتے ہوں گے۔ مولانا قاسم نانوتوی حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ کامراج مبارک یہ تھا کہ فرماتے تھے اللہ کے بندوں کو خوش کرنا، ان کے ساتھ بیٹھنا کیا یہ عبادت نہیں ہے؟ اللہ کو خوش کرنے کے لئے بیٹھنا یہ مجالست بھی تو عبادت ہے۔ اولیاء کرام کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، ہر پھول کا رنگ الگ ہوتا ہے۔  
ہر گلہ را رنگ و بوئے دیگر ست

ایک ایک پھول کا رنگ الگ ہے، خوشبو الگ ہے۔

کل صحیح سویرے میراڑا کہ واپسی کا سفر بھی ہے، اس لئے کافی مشغولیت تھی لیکن مجھے یہاں شاہ صوفی فیروز میکن صاحب یہ کہہ کر لے آئے کہ آج یے! آج آخری دن ہے، وقت زیادہ ہو چکا پھر بھی جمع منتظر ہے لہذا مختصر ہی کچھ سنادیجئے۔ مجھے بھٹا کر خود شاید

دعاؤں میں مشغول ہو گئے کہ یا اللہ! خوب طویل بیان ہو جائے، مختصر کرنے نہ پائے، زبان سے مختصر و عظیم سنانے کا کہہ کر لائے اور دل ہی دل میں شاید مشغول بدعا تھے کہ اے اللہ! خوب طویل بیان ہو جائے۔ دیکھو! اعتراض بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے مفتی عبد المنان صاحب دارالعلوم کراچی سے تشریف لائے ہوئے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ آج کا بیان مختصر المعانی ہے، جز اکم اللہ اکرم کم اللہ بارک اللہ فیکم، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آخر میں وہ ملفوظ بھی مکر سنا دیتا ہوں کہ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے فرمایا، پورا ملفوظ سنیں اور اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اخلاقِ رذیلہ جاتے رہیں، اخلاقِ حمیدہ پیدا ہو جائیں، معاصی چھوٹ جائیں اور طاعت کی توفیق ہو جاوے یعنی اطاعتِ الہیہ کی توفیق ہو جاوے، اور غفلت من اللہ جاتی رہے اور توجہ الہ پیدا ہو جاوے، ”و“ کے ساتھ فرمایا، کمالاتِ اشرفیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ جیسا یہ حضرات فرماتے تھے انہی الفاظ میں بہت لطف ہے میرے دوستو! اس میں زبردست لذت ہے، شیرینی ہے، نور، ہی نور ہے۔ تو اس ملفوظ پر عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادے اور کثرتِ ذکر اللہ کی اور اتباعِ سنت کی بھی توفیق عطا فرمادے، سنتوں کا اہتمام چاہئے۔

### دل، جسم، لباس اور گھر کی نظافت کا اہتمام بھی رکھیں

اس کے علاوہ نظافت کا خوب خیال رکھیں کہ اپنا درود یا وار، گھر، صحن، گھر کے آس پاس یہ صاف سترے رہیں، کپڑے صاف سترے رہیں، بدن صاف سترے رہیں۔ حضرت شاہ ہر دوئی حَمْدَ اللّٰهِ فرماتے ہیں جبکہ یہ تعلیم ہے نَظِفُوا أَعْفِيَتُكُمْ أَمَّى أَفْنِيَةَ بُيُوتِكُمْ (قالَ الْقَارِئُ سَاحَةُ الْبَيْتِ وَقُبَابَتُهُ: مرقاة: ج ۸ ص ۳۲۱؛ رقم ۳۳۸۷)

تمہارے گھروں کے آس پاس کو بھی صاف ستر ارکھو۔ فرمایا کہ گھروں کے آس پاس کو صاف ستر ارکھنے کی جب تعلیم ہے تاکہ یہ تو کیا گھر کے اندر صاف رکھنے کی تعلیم نہ ہوگی؟ معلوم ہوا کہ دلالۃ النص سے اسی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گھر کے اندر کا

حصہ بھی صاف رکھنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ جب گھر کو صاف رکھنا چاہئے تو جو لباس ہے وہ؟ پھر تو معلوم ہوا کہ لباس کو اور زیادہ صاف سترہ رکھنا چاہئے تو کیا پھر جسم کو صاف سترہ نہیں رکھنا چاہئے؟ اسی حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جسم کو بھی صاف سترہ رکھنا چاہئے یعنی بطريق دلالۃ انص یہ سارے امور ثابت ہو گئے، سارے مسنون اعمال ثابت ہو گئے، اور فرمایا کہ جب جسم کو بھی صاف سترہ رکھنا چاہئے تو اس حدیث اور تعلیمِ نبوت کا مقتضا ہے کہ قلب کو بھی صاف سترہ رکھنا چاہئے۔ دلالۃ انص کا لفظ ہم نے حضرت والا کی برکت سے اضافہ کر دیا ہے، باقی پورا مضمون حضرت شاہ مولانا ابراہیم صاحب عَلَیْهِ الْحَمْدُ وَالْكَبْرٌ کا ہے۔

نظافت کا بھی اہتمام کرنے کی اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

أَحْمَدُ بْنُ عَوْنَاتٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَنَّ رَجُلًا أَتَاهُ اللَّهُ مَسْكُونًا فِي مَنْزِلَةِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى إِلَهٍ وَآخْتَابِهِ  
أَجْعَمِينَ، أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمُوَلَّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِّي سَيِّدِنَا وَمُوَلَّنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ  
وَسَلِّمْ، أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْجُنَا، أَللَّهُمَّ عَافِنَا وَاعْفْ عَنَّا، أَللَّهُمَّ كُنْ لَنَا وَاجْعَنْا  
لَكَ، أَللَّهُمَّ كُلَّ خَيْرٍ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ، أَللَّهُمَّ أَعْزِنَا وَلَا تُذَلِّنَا، أَللَّهُمَّ أَكْرِمْ  
وَلَا تُنْهِنَا، أَللَّهُمَّ انْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلَيْنَا، أَللَّهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى مَنْ يَعْلَمُ عَلَيْنَا، أَللَّهُمَّ  
طِهِّرْ قُلُوبَنَا عَنْ غَيْرِكَ وَتَقْرِبْ قُلُوبَنَا إِلَيْنَاهُ مَعْرِفَتِكَ أَبْدًا،

يَا اللَّهُ! يَا اللَّهُ! يَا اللَّهُ!

أَللَّهُمَّ اجْعَلْنَا لَكَ ذَكَارِيَّنَ لَكَ شَكَارِيَّنَ لَكَ رَهَابِيَّنَ لَكَ مَظْوَاعِيَّنَ لَكَ مُطْبِعِيَّنَ  
إِلَيْكَ فُخْرِيَّنَ إِلَيْكَ أَوَّاهِيَّنَ مُنْبِيَّنَ أَلِّيَّنَ اللَّهُمَّ حِبْبَ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَرَيْنَهُ فِي قُلُوبِنَا  
وَكَرِيدَ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصَيَانَ أَلِّيَّنَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي عَيْنِي صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ  
النَّاسِ كَبِيرًا، أَلِّيَّنَ اللَّهُمَّ عَظِيمِي فِي أَعْيُنِ النَّاسِ وَحَقِيقَتِي فِي عَيْنِي، أَلِّيَّنَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا  
هَدَاةً مُهْتَدِيَّنَ غَيْرَ ضَالِّيَّنَ وَلَا مُضَلِّلِيَّنَ، أَلِّيَّنَ رَبَّنَا أَعِنَا بِالْعِلْمِ وَرَيْنَا بِالْجِلْمِ  
وَأَكْرِمْنَا بِالشَّفْوَى وَجَبْلَنَا بِالْعَافِيَّةِ، رَبَّنَا لَا تُرْغِبْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْنَا وَهَبْ لَنَا  
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَابُ، أَلِّيَّنَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَّةَ فِي دِينِنَا  
وَدُنْيَا نَا وَفِي أَهْلِنَا وَمَالِنَا أَلِّيَّنَ رَبَّنَا لَا تَدْعُ لَنَا ذَنْبَنَا إِلَّا غَفْرَةً، وَلَا هَمَّ إِلَّا

فَرَّجْتُهُ وَلَا دَيْنًا إِلَّا قَضَيْتُهُ وَلَا مَرِيضًا إِلَّا شَفَيْتُهُ وَلَا حَاجَةً هُنَّ لَكَ رِضًا إِلَّا  
قَضَيْتُهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ رَبِّ الْغَافِرِ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرمادیجئے، اے اللہ! ہمیں اپنا بنا لیجئے، اولیائے  
صلیقین میں اپنے کرم سے شامل فرمادیجئے، اپنا دیوانہ بنادیجئے، دیوانوں کی زندگی ہمیں  
عطافرمادیجئے، درِ محبت عطا فرمادیجئے، درِ نسبت، درِ دل عطا فرمادیجئے، درِ مستقل  
عنایت فرمادیجئے، التزامِ تقویٰ عنایت فرمادیجئے، اتباع شریعت اتباع سنت کا نشہ عطا  
فرمادیجئے۔ اے اللہ! اے مہربان مالک! کثرتِ ذکر اللہ کی توفیق عطا فرمادیجئے، قلب کو  
آپ کی یادِ دائم عطا فرمادیجئے، آپ کی خشیت و محبت عطا فرمادیجئے، دیوانوں کو آپ اپنی  
دیواںگی عطا فرماتے ہیں، وہ نعمت ہمیں عطا فرمادیجئے۔

نُرَّةٌ مُسْتَانَةٌ خُوشٌ مِّيْ آيِدِم	تا ابد جاناں چنیں می بايدم
از کرم از عشقِ معزولِ مکن	جز به ذکر خویش مشغولِ مکن
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیا اللہ از جمال روئے تو
دستِ بکشا جانبِ زنبیلِ ما	آفریں بر دست و بر بازوئے تو
عافیت کی زندگی ہم سب کو عطا فرمائیے، ہمارے گھروں والوں کو عطا فرمائیے، ہمارے بچوں کو،	
خاندان والوں کو، تمام رشتہ داروں کو عطا فرمائیے۔ اے اللہ! ہمارے رزق میں برکت	
عطا فرمائیے اور ہمارے اور تمام دوستوں اور مسلمانوں کی تجارت میں اے اللہ! غیر معمولی	
برکت عطا فرمادیجئے، قصور سے زیادہ برکت عطا فرمادیجئے۔ اے اللہ! دین بھی ہمیں خوب	
عطا فرمائیے، دنیا بھی ہمیں خوب عطا فرمادیجئے، برکتوں والی زندگی عطا فرمادیجئے،	
دشمنوں سے حاسدین سے ہماری حفاظت فرمائیے۔ اے اللہ! اے مہربان مالک! ہماری	
کمزوری اور مجبوریوں پر رحم فرمادیجئے، نفس و شیطان پر ہم لوگوں کو غالب فرمادیجئے	
غالبی بر جاذب اے مُشْتَرِی	شاید ار در ماندگاں را واخري
اے اللہ! معاف فرمادیجئے، اپنا بنا لیجئے، اپنا دیوانہ بنادیجئے، اپنے محبوبین میں اپنے کرم سے	

شامل فرمائیجئے۔ اے اللہ! ہماری شقاوت کو سعادت سے تبدیل فرمادیجئے، اولیاء اللہ کی قدر دانی کی توفیق عطا فرمائیے۔ اے اللہ! اکابر دین کی عظمت و محبت، ادب و انتباہ ہم سب کو اور پوری اُمرتِ مسلمہ کو عنایت فرمادیجئے، اکابر دین کی خلاف ورزی اور اکابر دین کے ساتھ گستاخی و بے ادبی سے ہم سب کی حفاظت فرمائیے، پوری اُمرتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائیے۔ اے اللہ! ہماری تمام جائز اور نیک حاجتیں پوری فرمادیجئے، اے اللہ! ہمارے اور تمام ہمارے دوستوں کے اور دوستوں کے دوستوں کے مقاصدِ حسنہ پورے فرمادیجئے۔ ہمارے شاہ صوفی فیروز میمن صاحب نے یہ کہا کہ پوری دنیا کے مختلف ممالک سے

اور پورے ملک کے مختلف شہروں اور علاقوں سے بہت سے بند کے بندوں نے دعاوں کے لئے کہا ہے، اے اللہ! آپ جانتے ہیں کس نے کیا کہا ہے، کس کو کیا چاہئے، اے اللہ! سب کی حاجتیں پوری فرمادیجئے، سب کی مرادیں پوری فرمادیجئے، سب مشکلات حل فرمادیجئے اور دشمنوں سے حفاظت فرمائیے۔ اے اللہ! خلوق کے شر سے حفاظت فرمائیے، جس کو جو غم ہے وہ غم اور پریشانی دور فرمادیجئے، جس کو جو تکلیف ہو وہ تکلیف دور فرمادیجئے۔

اے اللہ! جو مظلوم ہے، مظلومیت سے نجات عطا فرمائیے۔ اے اللہ! مظلومین کو مظلومیت سے نجات عطا فرمادیجئے۔ اے اللہ! سارے عالم کے مسلمان جو مظلوم ہیں، مظلومین کو مظلومیت سے اے اللہ! نجات عطا فرمادیجئے۔ اے مہربانی مالک! مہربانی فرمادیجئے، کرم فرمادیجئے، اے اللہ! ہمارے ساتھ کرم کا معاملہ فرمائیے۔ **أَللَّهُمَّ إِذَا كُنْتُ عَفُوا كُرِّيْمٌ**

**تُحْجِبُ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا** اے اللہ! ہمارے قلوب کو انوارِ قرب سے معمور فرمادیجئے، ولایتِ خاصہ اور معیتِ خاصہ ہمیں اپنے کرم سے عطا فرمادیجئے۔ اے اللہ! سلسلہ اربعہ کے اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کی برکت سے قبول فرمائیے۔ خاصتاً سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعلمین ﷺ کی برکت سے ہماری آہوں کو، منتوں کو، دعاوں کو قبول فرمائیے۔

میرے شیخ جو شیخ اللہ اور اکابر شیخ ہند جو شیخ اللہ اور حاجی امداد اللہ مہاجر کی شیخ اللہ، میاں جی نور محمد جو شیخ نوی جو شیخ اللہ، مجدد الف ثانی جو شیخ اللہ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو شیخ اللہ اور سلسلہ اربعہ کے تمام اولیاء و عارفین اور محدثین، مجتهدین، مفسرین، تابعین، تبع تابعین جو شیخ اللہ،

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، ان کی برکت سے، خاصتاً سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالیین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائیے۔ ہمارے حق میں بھی قبول فرمائیے، ہمارے گھروالوں کے لئے بھی قبول فرمائیے اور ہمارے بچوں اور بچیوں کے حق میں بھی قبول فرمائیے۔ اے اللہ! ہم سب کو اپنا بنایے، اپنا دیوانہ بنایے، ہمارے گھروالوں کو، بچوں کو بھی اپنا دیوانہ بنادیجھے۔

اے اللہ! حلال روزی حلال روزگار عطا فرمادیجھے، رزقِ حلال خوب عطا فرمادیجھے اور حلال پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادیجھے، گناہوں سے حفاظت عطا فرمائیے۔ کبھی کوئی غلطی ہو جاوے تو علی الفور توفیقِ توبہ عنایت فرمادیجھے۔ اے اللہ! رضاۓ کامل عطا فرمادیجھے، قربِ کامل عطا فرمادیجھے، نورِ کامل عطا فرمادیجھے، عافیتِ دنیوی بھی عطا فرمادیجھے اور عافیتِ آخرت بھی ضرور بالضرور عطا فرمادیجھے۔ اے اللہ! ہم سب پر خوش ہو جائیے اور ہمیں خوش فرمادیجھے۔ اے اللہ! آپ کے دیوانوں کو پہچانے کی توفیق بھی عطا فرمادیجھے، اولیاء اللہ میں جینا اور اولیاء اللہ میں مرنا ہمیں نصیب فرمادیجھے، اولیاء اللہ میں جینا اور اولیاء اللہ میں مرنا مقدر فرمادیجھے، عافیت عطا فرمادیجھے جسمانی بھی روحانی بھی، ظاہری بھی باطنی بھی۔ اے اللہ! آپ کی مرضیات پر چلنے کا نشہ ہمیں عطا فرمادیجھے۔ اے اللہ! قبول فرمادیجھے، ضرور بالضرور قبول فرمادیجھے۔

اس خانقاہ کو قیامت تک کے لئے قبول فرمائیے۔ مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خوب قبول فرمائیے اور میرے شیخ حفظہ اللہ علیہ کے جامعہ اشرف المدارس کو بھی خوب قبول فرمائیے۔ میرے شیخ حفظہ اللہ علیہ کے صاحبزادے دامت برکاتہم کو صحبتِ کاملہ عافیتِ کاملہ عاجله و ائمہ تامہ عطا فرمائیے، میرے شیخ حفظہ اللہ علیہ کے خاندان پر رحم و کرم کی بارش فرمادیجھے، عافیت کی بارش فرمادیجھے، ان کے تمام مقاصدِ حسنہ ضرور بالضرور پورے فرمادیجھے۔ تمام دینی مراکز دینی مدارس کی ضرورتوں کو خزانۃ غنیمی سے پورا فرمادیجھے۔ اس ادارے کے مہتمم منتظمین اور مدرسین اور اس میں جتنے معلیمین اور خدام ہیں، سب کی نیک حاجتیں پوری فرمادیجھے، سب کو عزت اور عافیت والی زندگی عطا فرمادیجھے، خوب

جسے رہنے کی توفیق عطا فرمادیجئے اور اس مدرسہ کی آپ خوب تو سعی فرمادیجئے اور اس کے لئے وسیع ترین زمین بھی عطا فرمادیجئے، تعمیرات کا بھی انتظام فرمادیجئے۔ ہمارے جامعہ حکیم الامت کے لئے بھی اے اللہ! آپ عظیم الشان رحم و کرم کا معاملہ فرمائیے۔ جامعہ حکیم الامت کی تمام ضرورتوں کو پورا فرمادیجئے، عظیم الشان وسیع ترین زمین جیسا کہ ہمارا منصوبہ ہے، آپ عنایت فرمادیجئے اور جامعہ حکیم الامت کے تمام دینی منصوبات کو قبول فرمائیے اور تکمیل فرمادیجئے، تکمیل فرمادیجئے، تکمیل فرمادیجئے۔ اے اللہ! اپنے کرم سے ضرور بالضرور شرفِ قبول بخش دیجئے۔

اے اللہ! اس ملک پاکستان پر رحمتوں کی بارش فرمادیجئے، تمام پریشانیوں کو بالکل دور فرمادیجئے، عافیت ہی عافیت عنایت فرمادیجئے، رحمت ہی رحمت عنایت فرمادیجئے، اور ہمارے ملک بگھے دلیش پر بھی اے اللہ! خوب خوب رحم فرمادیجئے، کرم فرمادیجئے، ہمارے ان دونوں ملکوں کی اور تمام ممالکِ اسلامیہ کی ضرورتوں کو خزانہ غنیمیہ سے پورا فرمادیجئے۔ ہمارے سب ممالکِ اسلامیہ کی تمام پریشانیوں کو عافیت سے اور راحت سے اور خوبیوں سے تکمیل فرمادیجئے۔ برکات سے بھر دیجئے، برکات ہی برکات کی بارشیں فرمادیجئے۔ ممالکِ اسلامیہ کو حشمت و جاہ بھی عطا فرمادیجئے، عزت و دبدبہ اور دولت و شوکت بھی عطا فرمادیجئے۔ اے اللہ! مسلمانوں کو ہر جگہ راحت سے رکھئے، عافیت سے رکھئے، مسلمانوں پر نگاہِ کرم فرمادیجئے اور معاف فرمادیجئے۔ اے اللہ! ہم سب کو قبول فرمائیجئے۔ ہمارے تمام ممالک میں اے اللہ! نور والے بندے زیادہ بنادیجئے، آپ کے چاہنے والے زیادہ بنادیجئے، عافیت کا ماحول زیادہ بنادیجئے، اے اللہ! ضرور قبول فرمائیے، ضرور بالضرور قبول فرمائیے۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبَّ عَلَيْنَا إِنَّكَ  
 أَنْتَ التَّوَابُ الرَّجِيمُ سُجَّانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصْفُونَ  
 وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَأَحْمَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ  
 وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ

حَكِيمُ الْمُرْتَبَاتِ حَضْرَمَوْلَانَا شَاهِ مُحَمَّدِ اشْرَفِ عَلَى تَهَانُوِي حَبَّرَقَة

## حضرات چشتیہ کی خاص دولت: فائیت

ارشاد فرمایا کہ عشق کے حالات پڑھ لیا کرے، ان کے پاس بیٹھ لیا کرے، اس سے ہی بہت سچھ (حاصل) ہو رہتا ہے، باخصوص حضرات چشتیہ سے تعلق رکھنے سے ایک خاص دولت ملتی ہے یعنی فنا کیونکہ ان کے یہاں یہی خاص چیز ہے کہ اپنے کو مٹا دو، فنا کر دو۔ بعض حضرات کے یہاں بتا مقصود ہے فنا تابع اور حضرات چشتیہ کے ہاں فنا اصل ہے بقا تابع۔ حضرت حاجی صاحب بَشَّاشَ پر فنا کی ایک خاص شان غالب تھی، چنانچہ حضرت سے کوئی عرض کرتا کہ حضرت کی وجہ سے یہ (فیض) ہوا وہ ہوا، فرماتے میاں! میں نے کچھ نہیں کیا، تمہارے اندر دولت تھی، میرے پاس آ کر قائم پر عمل کرنے سے اس کا ظہور ہو گیا۔ یہ شان فنا کی تھی۔ مولا نامظفر حسین صاحب کاندھلوی بَشَّاشَ حضرت حاجی صاحب بَشَّاشَ کے متعلق فرماتے تھے کہ حاجی صاحب بزرگانِ سلف میں سے ہیں، اس وقت کے بزرگوں میں سے نہیں ہیں۔ واقعی حضرت حاجی صاحب بَشَّاشَ کی یہی شان تھی۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۲۰)

## سلسلہ چشتیہ کی شانِ مسکنت

ارشاد فرمایا کہ چشتیہ حضرات کے زیادہ بدنام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں دو شانیں زیادہ غالب ہیں: ایک شانِ مسکنت اور دوسری شانِ عشق۔ اور بعض خلاف ظاہر ہاتوں کا عاشق سے غلبہ حال میں سرزد ہو جانا بعید نہیں، اور ایسے حضرات پر طعن اور تشنج کرنا جہل سے ناشی ہے۔ ان معترضوں نے عشق کو دیکھا ہی نہیں، کسی نے خوب کہا ہے۔

تو ندیدی گہے سلیمان را چہ شناسی زبان مرغائ را  
(ٹونے کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا نہیں تو تو جانوروں کی زبان کو کیا سمجھ سکتا ہے)  
جیسے خود کو رے (عشق سے خالی) ہیں ایسا ہی دوسروں کو سمجھتے ہیں، اسی کو مولا نا (رومی) فرماتے ہیں۔  
کار پا کاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر  
(کالمین کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، اگرچہ لکھنے میں شیر (جو جانور ہے) اور شیر (دو دھ) مشابہ ہوتے ہیں۔) جو ہی کے ارکان کو دیکھ لجھتے کہ ان میں سب ممتاز اور مشینت دھری رہ جاتی ہے۔  
(ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۷۷)

یہ کتاب اداہ بذارے ملامعاً ضمیری تقویم کی جاتی ہے  
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں بیسے